U35055 . P - 21-12-09

Title - FARAIZ GHAUSIYA.

Creator — Mohd. Salamat ullah.

Publisher - Matba Asah Al mataba (Lucknow).

Date — 1343 H

Pages - 64

Subjects - Islam - Asool. Meeraas; Fiqha; Shariyat.

اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ

فرائض غوثیہ

تقسیم میراث و فرائض کا عام فہم اردو میں مکمل و مستند ذخیرہ

مصنفہ

حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحب قبلہ

اعزازی مدرس مدرسہ عالیہ نظامیہ، رکن جمعیۃ علماء ہند، ممبر مسلم اکاڈیمی، منصرم مجلس
مویدالاسلام، نائب صدر مجلس اصلاح المسلمین و مصنف حاشیہ شرح عقائد نسفی،
طریقہ اصلاح مولود شریف، مسلمان و ہوم رول وغیرہ

بفرمایش

برادر مصنف مولانا محمد عنایت اللہ صاحب سکریٹری مسلم اکاڈیمی لکھنؤ

در مطبع اصح المطابع باہتمام شیخ محمد قادر بخش طبع شد

قیمت بلا محصول ۱۳۴۳ھ ایک روپیہ

تقریظ

ملک العلما بحر العلوم امام الوقت مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ فرنگی محلی استاذ مصنف علام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاہلہ والصلوۃ والسلام لمستاہلہ امابعد رسالہ تقسیم میراث اہل اسلام مسمی بہ فرائض غوثیہ مصنفہ برادرم سراپا محبت مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی مین نے مطالعہ کیا سبحان اللہ خوبی ادا کے لحاظ سے اور صحت و تحقیق مسائل کے اعتبار سے اور اسئلہ و اجوبہ کی ترتیب سے اس رسالہ مین جو خوبی آگئی ہے وہ ہر مطالعہ کرنے والے کو مستفید کرتی ہے، مین نے بھی استفادہ کیا اور نہایت مسرور ہوا خدا مؤلف کو جزاے خیر دے اور مطالعہ کرنیوالون کو استفادہ کی توفیق عطا کرے اور اہل اسلام کو نفع پہونچاے واللہ ولی التوفیق والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

انا الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

مورخہ ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ

بابِ باری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد فقیر محمد سلامت اللہ بن جناب مولوی محمد شرافت اللہ انصاری مرحوم فرنگی محلی لکھنوی عرض پرداز ہے کہ چونکہ مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ مین مجھکو تعلیم فرائض کی خدمت سپرد رہتی ہے اور مدرسہ مین طلباء کو جدید طرز حساب سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے اس لیے عرصہ سے خیال تھا کہ اُردو زبان مین تقسیم میراث کے متعلق ایک رسالہ تحریر کرون جو قدیم و جدید طرز کے حساب دانون کو مفید ہو۔ مگر عدیم الفرصتی مانع ہوتی تھی' اب ۱۳۴۲ھ مین جبکہ خلافت و کانگریس کے کامون سے مجھے ایک گونہ سبکدوشی ہوئی تو اُس سال سراجیہ کو ختم کرانے کے بعد فرائض کو کچھ کی طور سے املا بھی کرا دیا جسکو اِس سال کے زیر درس طلباء عزیزی مولوی فیع الدین صاحب ساکن نانپارہ ضلع بہرائچ' اور مولوی محفوظ الرحمن صاحب ساکن روان تحصیل نظام آباد ضلع اعظم گڈھ' اور مولوی عبدالحی صاحب ساکن قنوج ضلع فرخ آباد نے

جمع کر کے میرے سامنے بغرض تصحیح پیش کیا جابجا اضافہ کیا تھا اب مین اسکو کتاب کی
صورت مین ترتیب دیتا ہون دراصل یہ سراجیہ کا ترجمہ ہے اور طریقہ تقسیم میراث کی جدید
طرز پر توضیح اور مشقی سوالات اور دیگر متعلقہ مسائل کا اضافہ ہے اور اپنی دختر نور چشمی
غوثیہ سلمہا زوجہ مولانا قطب الدین محمد عبد الوالی کے نام پر جس کو مین بہت
زیادہ محبوب رکھتا ہون اس کا نام فرائض غوثیہ رکھا ہے اور اس رسالہ کو
مین اپنے مخلص عنایت فرما کرمی جناب سید احمد حسین صاحب رضوی مالک کارخانہ احمد حسین
دلدار حسین تاجر تمباکوی خوردنی چوک لکھنؤ کے نام سے معنون کرتا ہون اور تمنا رکھتا ہون کہ
صدقہ مین محمد و آل محمد صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کے اللہ تعالی اس خدمت
کو قبول فرمائے اور میرے تمام گناہون کو معاف کردے،

ترکہ جب کوئی جائداد رکھنے والا شخص وفات کرے تو اسکی تمام جائداد منقولہ اور
غیر منقولہ نقد و جنس جو اس نے خود کمائی ہو یا کسی دوسرے سے اس نے وراثتاً بیعاً
ہبتاً یا کسی اور جائز طریقہ سے حاصل کی ہو اور مرنے کے وقت اسکی ملکیت مین شرعاً ہو
یہ سب خواہ اسکے قبضہ مین ہو یا دوسرون کے ذمہ واجب الادا ہو، اس میت کا ترکہ
کہلائے گی اور اس مین سے سب سے پہلے اس میت کو غسل دیا جائے گا اور اس کا
بقدر حیثیت کفن دفن کیا جائے گا اور قرضے ادا کیے جائینگے پھر بقیہ کے ثلث سے وصیت
پوری کی جائے گی اسکے بعد جو کچھ بچے وہ وارثون پر تقسیم ہوگا،

غسل میت نہلانے کے واسطے میت کو پاک تختے پر لٹا کر اسکے سب کپڑے اتارلین اور شرمگاہ
کے اوپر پاک کپڑا ڈالدین پہلے بدن کی نجاست دور کرین اور آگے پیچھے ڈھیلون سے
استنجا کرائین پھر وضو کرائین منھ اور ناک مین پانی نہ ڈالین بلکہ انگلی مین کپڑا باندھکر
ان کو صاف کردین اسکے بعد سر اور داڑھی کے بالون کو لعاب گل خیرو یا خطمی سے
دھوئین اور میت کو بائین کروٹ لٹا کر داہنے طرف سر سے پیر تک اور پھر داہنے پہلو پر لٹا کر

بائین طرف سر سے پانون تک تین تین مرتبہ پانی بہائین یہ پانی سادہ ہلکا گرم ہو۔ اور اگر ممکن ہو تو بیری کی پتی پڑا ہوا ہلکا گرم ہو اُسکے بعد میت کے سر اور سینہ کو بطور نشست اُٹھا کر اُسکے پیٹ کو آہستہ آہستہ سوتین اگر پاخانہ یا پیشاب کے مقام سے کچھ نجاست خارج ہو اُسکو پانی سے پاک کرین اُس کے بعد ٹھنڈا پانی کافور ملا ہوا سر سے پانون تک تین مرتبہ میت پر ڈالدین اور پاک کپڑے سے بدن کو پونچھکر کسی دوسرے تختہ یا چارپائی پر لٹا دین اور کفن پہنا دین؛

کفن میت کا کفن سفید کپڑے کا ہونا بہتر ہے خواہ دُھلا ہوا ہو یا نیا کپڑا ہو اور میت کی حیثیت کے موافق اوسط قیمت کا ہو یعنے اُس قیمت کا کپڑا ہو جس قیمت کا کپڑا وہ اپنی زندگی مین پہن کر دوست اور اعزہ کی ملاقات کو جایا کرتا تھا۔ مرد کے لیے کفن کے تین کپڑے مسنون ہین ۲ چادرین جو میت کے قد سے ۲ بالشت زیادہ لمبی ہون تاکہ دونون طرف مٹھا بندھ جاے اور جسم کے لحاظ سے چوڑی ہون تاکہ نعش لپیٹ دی جاسے اور ایک کفنی جسکی لمبان گردن سے آدھی پنڈلی تک ہو اور اسقدر چوڑی ہو کہ ایک پلڑے سے میت کے سامنے کا حصہ اور دوسرے پلڑے سے میت کے پیچھے کا حصہ ڈہک جاسے کفنی کے دونون پلڑون کو سینے کی ضرورت نہین ہے بلکہ ایک پلڑا اوپر ڈالدیا جاسے اور دوسرا جسم کے نیچے بچھا دیا جاے؛ اور پہنانے کے لیے چاک بنا دیا جاے؛

عورت کے لیے کفن کے پانچ کپڑے مسنون ہین دو چادرین ایک کفنی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور ایک سینہ بند اور ایک اوڑھنی۔ سینہ بند علی العموم سوا گز لانبا اور سوا گز چوڑا ہوتا ہے اور دونون چادرون کے بیچ مین عورت کے سینے پر لپیٹ دیا جاتا ہے، اوڑھنی کی لمبائی ۲۱ ½ مٹھی اور چوڑائی ایک بالشت ہوتی ہے اور اُس مین عورت کے سر کے بال ڈھانپ کر کے دونون سرے میت کے دونون طرف

شانون پر ڈال دیے جاتے ہین۔ نعش کے اوپر جو چادر ڈالی جاتی ہے وہ کفن مین شامل
نہین ہے۔

نابالغ لڑکی اور لڑکے کے لیے صرف دونون چادرین اور ایک کفنی بقدر اُن کے
جسم کے کافی ہین۔

نماز جنازہ مرد عورت لڑکا اور لڑکی سب کی نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ یکسان ہے صرف
آخر کی دعاؤن مین فرق ہے۔ چاہیے کہ باطہارت کھڑا ہو اور دونون ہاتھ کانون تک
اُٹھائے اور پہلی تکبیر کہکر ہاتھ باندھے اور سبحانک اللھم آخر تک پڑھے اور دوسری تکبیر کہکر
درود شریف پڑھے جو نماز مین پڑھا جاتا ہے، تیسری تکبیر کہکر دعا پڑھے، مرد اور عورت
کے جنازہ کے لیے اللھم اغفر لحینا ومیتنا شاھدنا وغائبنا صغیرنا
وکبیرنا ذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ
منا فتوفہ علی الایمان پڑھے۔ نابالغ لڑکے کے لیے اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا
اجرا واجعلہ لنا ذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا نابالغ لڑکی کیلیے اللھم اجعلھا لنا فرطا واجعلھا لنا
اجرا واجعلھا لنا ذخرا واجعلھا لنا شافعۃ ومشفعۃ چوتھی تکبیر کہکر دونون طرف سلام پھیر دے

دفن قبر صندوقی یا بغلی بنائی جاے اور کم از کم نصف قد گہری ہو، اور قبلہ کی جانب سے
نعش اُتاری جاے اوسط قیمت کے تختون سے قبر بند کر دی جاے۔ قبر کو کچی
رکھنا مسنون ہے،

جب میت کا منھ غسل کے بعد کفن سے بند کر دیا جاے پھر اُسکو کسی مقام
پر نہ کھولنا چاہیے،

میت کے غسل دینے اور قبر مین اتارنے مین اعزہ کا حق مقدم ہے اُسکے بعد
دیگر مسلمانون پر لازم ہے،

ایصال ثواب سیوم، چالیسوان یا دیگر فواتح جو صرف میت کو ثواب پہونچانے کے واسطے

کیے جاتے ہین نام نمود یا برادری کا لزوم نہو تو وہ شرعاً کوئی قباحت نہین رکھتے، البتہ اُسکے اخراجات میّت کی جائداد سے نہین لیے جا سکتے ہین جسوقت تک کہ تمام ورثا کی رضامندی نہ حاصل کرلیجاے مگر یہ ادائگی قرضہ اور انفاذ وصیت پر کسی حالت مین مقدم نہونگے۔ ہر وارث کو اپنے روپیہ سے اس قسم کے ثواب پہنچانیکا حق حاصل ہے،

تجہیز و تکفین یہ جو کچھ اوپر مذکور ہو چکا ہے اُسی کو تجہیز و تکفین کہتے ہین اور یہی وہ اخراجات ہین جو میّت کی جائداد سے سب سے پہلے لیے جائینگے اور اگر میت کی جائداد نہو تب یہ اخراجات اُس شخص پر ہونگے جسکے اوپر میت کی زندگی مین نان و نفقہ فرض تھا اگر ایسے لوگ نہون تو عام مسلمانون پر تجہیز و تکفین واجب ہے

قرضہ تجہیز و تکفین کے اخراجات کے بعد ترکہ سے جسقدر باقی رہے اُسمین سے میّت کے ذمہ کا قرضہ ادا کیا جاے گا،

قرضون کی دو قسمین ہین، ایک وہ قرضہ جو بندون کا میّت کے ذمہ ہو اور دوسرا وہ قرضہ جو خداوند تعالی کا میّت کے ذمہ ہو،

بندون کے قرضہ کی بھی دو قسمین ہین ایک حالت صحت کا یعنی میّت کے ذمہ کا وہ قرضہ جو شہادت سے ثابت ہو یا میّت نے اپنی حالت صحت مین اُس قرضہ کا اقبال کیا ہو، دوسرا وہ قرضہ جسکا میت نے مرض الموت کی حالت مین اقرار کیا ہو، اور اگر کوئی قرضہ مرض الموت مین شہادت سے ثابت ہو جاے خواہ وہ مرض الموت ہی کے زمانہ کا ہو تو وہ بھی دین صحت سمجھا جاے گا۔ اسی طور سے اگر زوجہ کے مہر کی ادائگی یا معافی ثابت نہو تو وہ بھی بندون کے قرضے مین داخل سمجھا جائیگا۔

تجہیز و تکفین کے بعد جس قرضہ کا ادا کرنا لازم ہے وہ بندون کا قرضہ ہے پس تجہیز و تکفین کے بعد میت کے ترکہ مین سے جو کچھ باقی ہے اگر وہ بندون کے قرضہ ادا کرنے کے واسطے کافی

ہو تو دین صحت اور دین مرض سب ادا کر دیے جائیں اور اگر بقیہ جائداد کفایت نہ کرے تو اگر صرف ایک قرضخواہ ہو تو جو کچھ جائداد باقی ہو وہ سب اسکو دیدی جاسے اور جو کچھ اُسکا قرضہ میت کے ذمہ باقی رہ جاسے قرضخواہ کو اختیار ہو چاہے اسکو میت کو معاف کر دے یا قیامت کے دن کے واسطے اُٹھا رکھے۔ اور اگر قرضخواہ کئی ایک ہین اور جائداد سب کو کفایت نہین کرتی ہو تو اگر سب دین صحت یا سب دین مرض کے قرضخواہ ہین تو اُن سب کو بمقدار قرض کے موافق حصہ رسدی ادا کیا جائیگا، مثلاً ایک شخص مرا اور اُس کے ذمہ زید کے دو سو روپیہ اور خالد کے ایک سو روپیہ قرضہ ہین اور ترکہ بعد تجہیز و تکفین کے جو بچا ہے وہ صرف ساٹھ روپیہ ہین تو اس صورت مین زید کو چالیس روپیہ اور خالد کو بیس روپیے ادا کیے جائینگے اور ما بقی قرضہ کو معاف کرا لیا جاسے،

اگر قرضخواہ متفرق دیون کے ہین یعنی بعض قرضخواہ دین صحت کے ہین اور بعض قرضخواہ دین مرض کے ہین اور جائداد دونون قسم کے قرضون کو کفایت نہین کرتی ہو تو اُس صورت مین صرف دین صحت کے قرضخواہون کو بقیہ ترکہ سے جہانتک ہو سکے کل یا حصہ رسدی دیا جاسے گا اور دین مرض کے قرضخواہ کچھ نہ پائینگے اُن سے معاف کرانے کی کوشش ہونا چاہیے،

خداوند تعالیٰ کا قرضہ یہ ہے کہ کوئی فرائض مالی یا بدنی میت کے ذمہ باقی رہ گئے ہون جیسے کہ زکوٰۃ ادا کرنا رہ گیا ہو یا حج کا فریضہ نہ ادا کیا ہو اسی طور سے کوئی کفارہ یا نذر کی ادائگی باقی ہو یا نماز روزہ چھوٹ گیا ہو اور اُسکے پورا کرنے کی نوبت نہ آئی ہو۔ اس قسم کے قرضون کی ادائگی مثل بندون کے قرضون کے لازم نہین ہے بلکہ اگر میت نے اِن کے ادا کرنے کے لیے وصیت کی ہو تو اُن کا شمار وصیت مین ہوگا اور بقیہ مال کے ثلث سے مثل دیگر وصیتون کے پورا کیا جاسے گا،

وصیت جبکہ مرنے والے نے اپنی زندگی ہی مین اپنے موت کے بعد کے لیے اپنی جائداد

کے کُل یا جزو کا زبانی یا تحریری کچھ انتظام کیا ہو تو جو کچھ ترکہ قرضہ ادا کرنے کے بعد بچا ہو، اُس بقیہ کے صرف تہائی حصہ سے اُن بتائے ہوے اخراجات اور انتظامات کو پورا کرنا لازم ہوگا،

وصیت اگر کسی وارث کے نام ہے تو وہ جائز نہین ہی البتہ اگر اور تمام وارث رضامند ہوجائین تو اُس کا نفاذ ہوسکتا ہی۔

وصیت کا نفاذ بقیہ مال کے ثلث پر ہوتا ہے البتہ اگر سب وارث رضی ہوجائین تو ثلث سے زائد یا کل پر بھی نفاذ ہوسکتا ہی؛

وصیت اگر حرام کامون کے واسطے ہو تو وہ کسی حال مین پوری نہین کی جاسکتی؛

وصیت اگر بقیہ مال کے ثلث سے زائد ہے اور زیادتی پر ورثا راضی نہین ہین تو وصیت کے اخراجات بحصۂ رسدی کم کردیے جائین گے تاکہ ثلث مال کے اندر آجائین۔

ورثا میت کے شرعی رشتہ دار جنکی وراثت قرآن پاک یا حدیث شریف یا اجماع اُمّت یا قیاس مجتہد سے ثابت ہے، اور جو میّت کی روح نکلنے کے وقت زندہ ہون یا حمل مین ہون اور بعد کو زندہ پیدا ہون وہ سب میّت کے ورثا کہلاتے ہین اُن سب کی تین قسمین ہین، ذوی الفروض۔ عصبات۔ ذوی الارحام۔ وراثت کے لیے شرعی قرابت شرط ہے پس غیر منکوحہ عورت یا اُس سے پیدا کی ہوئی اولاد یا متبنٰے وارث نہین ہوتے ہین اور اسی طور سے عاق کیا ہوا لڑکا وراثت سے محروم نہین ہوتا ہی۔ وراثت کے احکام مین رواج اور تمادی ایام کا شرعاً کوئی لحاظ نہین ہے، مورث کی زندگی مین کسی وارث کو مورث کی جائداد مین کوئی حق نہین پہونچتا، اسی طرح کسی وارث کا اپنے آئندہ ملنے والے ترکہ سے دست برداری کا اقرار کالعدم ہے،

ذوی الفروض ایسے وہ قریبی رشتہ دار جن کا حصّہ میّت کی جائداد مین قرآن پاک مین

خاص طور سے مقرر کیا گیا ہے وہ ذوی الفروض کہلاتے ہین اور وہ بارہ اشخاص ہین جن مین سے چار مرد اور آٹھ عورتین ہین :-

(۱) میّت کا باپ (۲) جدّ صحیح یعنی میت کے باپ کا باپ یا میت کے دادا کا باپ یا اوراسکے اوپر (۳) میّت کا شوہر (۴) میّت کے اخیافی بھائی (اخ لام) یعنی وہ بھائی جو میّت کی مان کے پیٹ سے پیدا ہون لیکن باپ دوسرا ہو (۵) میّت کی بیوی (زوجہ) (۶) لڑکی (بنت) (۷) پوتی یا پرپوتی یا اور اُسکے نیچے کی پوتی (۸) سگی بہن (اخت لاب وام) یعنی وہ بہن جسکے مان اور باپ وہی ہون جو میّت کے مان باپ ہین اس کو اخت عینی بھی کہتے ہین (۹) سوتیلی بہن (اخت لاب) یعنی وہ بہن جسکا باپ وہی ہو جو میّت کا باپ ہے لیکن مان دوسری ہو اُسکو اخت علاّتی بھی کہتے ہین (۱۰) اخیافی بہن (اخت لام) یعنی وہ بہن جسکی مان وہی ہو جو میّت کی مان ہے لیکن اُس بہن کا باپ دوسرا ہو اس طور سے کہ جب مان کا شوہر فوت ہوگیا ہو یا اُس سے طلاق ہوگئی تو مان نے دوسرا شوہر کیا ہو تو مان کے پہلے شوہر کی اولاد جو اُس مان سے پیدا ہے اور مان کے دوسرے شوہر سے جو اولاد پیدا ہے وہ اخیافی بھائی بہن ہونگے جنکو ہمارے شہر لکھنؤ مین مادر جلو بھائی بہن کہتے ہین اسی طور سے رنڈیون اور فاحشہ عورتون کی اولاد ین جن کے باپ نامعلوم ہوتے ہین ایک مان کی سب اولادین اخیافی بھائی بہن ہونگے (۱۱) مان (ام یعنی وہ عورت جسکے پیٹ سے میت پیدا ہو - (۱۲) دادی (جدّہ صحیحہ) میّت کے باپ یا دادا یا اُسکے اوپر کے دادا کی مان دادی یا نانی پرنانی وغیرہ اور میّت کی مان کی مان اور نانی پرنانی وغیرہ؛

ان تمام ذوی الفروض مین سے بیوی اور شوہر ذوی الفروض سببیہ کہلاتے ہین اور باقی دس ذوی الفروض نسبیہ کہلاتے ہین؛

عصبات میت کا وہ عزیز یا متعلق جسکو قرآن پاک یا حدیث شریف مین وارث بنایا گیا ہو لیکن اُس کا کوئی حصہ مقرر نہ کیا گیا ہو بلکہ ذوی الفروض کے حصہ دینے کے بعد جو کچھ جائداد بچے وہ اور اگر ذوی الفروض مین سے کوئی نہو تو سب متروکہ اُس کو دلوا دیا گیا ہو وہ میت کا عصبہ کہلاتا ہے

عصبہ کی دو قسمین ہین ایک عصبہ نسبیہ دوسرے عصبہ سببیہ

عصبہ نسبیہ وہ عصبہ ہے جوکہ میت کا دادھیالی عزیز ہو اور اسکے اور میت کے درمیان کوئی عورت واسطہ نہ پڑتی ہو،

عصبہ سببیہ وہ عصبہ ہے جوکہ میت کا رشتہ دار نہو مگر بموجب حدیث شریف اسکی عصوبت ثابت ہو وہ مولی العتاقہ اور اُسکے عصبات ہین۔ مولی العتاقہ وہ شخص ہے جس نے میت کو غلامی سے آزاد کیا۔

عصبہ نسبیہ کی تین قسمین ہین۔ عصبہ بنفسہ۔ عصبہ بغیرہ۔ عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ ہر وہ مرد ہے جوکہ خود بالذات عصبہ ہو، مثلاً بیٹا، پوتا، بھائی، بھتیجہ، چچا، چچا زاد بھائی وغیرہ۔

عصبہ بغیرہ ہر وہ عورت ہے جوکہ خود ذوی الفروض مین سے ہو مگر اپنے بھائی کی وجہ سے جو عصبہ بنفسہ ہو عصبہ ہو جاے ایسی حالت مین اُس عورت کو اپنا مقررہ حصہ نہین ملے گا بلکہ بموجب قاعدہ للذکر مثل حظ الانثیین اپنے عصبہ کرنے والے بھائی کا نصف پائیگی مثلاً میت کی بہن کو کہ جب اُس کا بھائی ہو تو جو کچھ بھائی کو ملے گا اُس کا آدھا بہن کو ملے گا، اسی طور سے میت کی پوتی میت کے پوتے کے ساتھ اور میت کی دختر میت کے فرزند کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے،

عصبہ مع غیرہ۔ وہ ذی فرض عورت ہے جو دوسری ذی فرض عورت کی وجہ سے عصبہ ہو جاے مثلاً میت کی بہن، میت کی دختر کی وجہ سے عصبہ ہو جاتی ہے

ذوی الارحام میت کے تمام دادھیالی اور ننھیالی رشتہ دار جوکہ ذوی الفروض اور عصبہ

نہوں ذوی الارحام کہلاتے ہین۔ مثلاً نواسیان۔ ماموں۔ بھتیجی۔ پھوپھی۔ بھانجی خالہ۔ نانا وغیرہ۔

اُصول تقسیم ترکہ میت کا مال جو تجہیز و تکفین ادائے قرضہ اور اجراے وصیّت کے بعد باقی بچا ہو اُس مین سے پہلے ذوی الفروض کو اُن کے حصّے دیے جائینگے اُسکے بعد جو کچھ بچے وہ عصبات نسبیہ کو دیدیا جاسے اگر میت کے یہ عصبات نہون تو عصبات سببیہ کو یا اُن کے عصبات کو دیا جاسے گا اور اگر کسی قسم کے عصبات نہون تو بچا ہوا مال دوبارہ ذوی الفروض نسبیہ پر موافق اُن کے حصون کے تقسیم کر دیا جاسے گا اِس دوبارہ تقسیم کو رد کہتے ہین اسکے مستحق زوج اور زوجہ نہین ہین کیونکہ ذوی الفروض سببیہ ہین اور اگر میّت کے ذوی الفروض نہون تو کل بچا ہوا مال (بعد ادا اجراے وصیت وغیرہ) عصبہ نسبیہ کو ملے گا انکی عدم موجودگی مین عصبہ سببیہ کو اُسکی بھی عدم موجودگی مین عصبہ سببیہ کے عصبہ کو ملے گا۔ چونکہ ہمارے زمانہ مین غلامی شرعی حیثیت سے مفقود ہے لہذا عصبہ سببیہ اور اُنکے عصبہ کا درجہ اور وجود نہین ہے، اگر میّت کے ورثا مین ذوی الفروض اور عصبات مین سے کوئی نہو تو یہ مال ذوی الارحام پر تقسیم ہو گا۔ اگر ذوی الارحام بھی زندہ نہون یعنی میّت کے کسی قسم کے رشتہ دار نہون تو مولی الموالاۃ کو مال دیا جائے گا۔ اگر مولی الموالاۃ بھی نہو تو اُس مجہول النسب شخص کو دیا جاسے گا جسکی عزیزداری کا میت نے اقرار کیا ہو مع اُن شرائط کے جو آئندہ لکھے ہین، اگر ایسا مجہول النسب شخص بھی کوئی نہو تو پھر اُس شخص کو دیا جاسے گا جسکے لیے میّت نے تمام مال کی وصیّت کی ہے، اگر موصی لہٗ بجمیع المال بھی نہو تو اسلامی حکومت مین منتظم بیت المال کو دیا جاسے گا، اگر کسی مقام پر جیسے ہندوستان اسلامی بیت المال نہو یا بیت المال ہو مگر بموجب قواعد شرعیہ منتظم نہو جیسے سلطنت ترکیہ وغیرہ مین تو ایسی صورت مین یہ تمام مال میّت کے زوج یا زوجہ کے اعزہ یا میّت کے رضاعی اعزہ کو

دیا جا ئے گا اور اگر وہ بھی نہون تو اُس مقام کے عام مسلمانون کا حق ہے کسی صورت سے غیر مسلم حکومت کو مسلمان کا مال بالواسطہ یا بلا واسطہ پانے کا حق نہین ہے،

مولی الموالاۃ صورت مولی الموالات کی یہ ہے کہ ایک شخص جسکا نسب کسی کو نہ معلوم ہو وہ کسی دوسرے شخص سے معاہدہ کرے کہ جب مین مرجاؤن تو تم میرے وارث ہونا اور جب مین قتل کا مرتکب ہون تو تم میری طرف سے دیہ ادا کرنا یعنی جان کا بدلا مال سے دینا پس اگر وہ دوسرا شخص کہدے کہ مین نے قبول کیا تو معاہدہ ہو گیا اور یہ دوسرا شخص اُس پہلے شخص کا وارث ہوگا اور اگر یہ دوسرا شخص بھی مجہول النسب ہے اور اُس نے پہلے شخص سے اپنے نسبت بھی ایسا ہی کہا اور پہلے شخص نے قبول کر لیا تو اب یہ دونون ایک دوسرے کے وارث ہونگے، ان لوگون کو اختیار ہے کہ اپنے اس معاہدہ کو توڑ ڈالین مگر یہ اختیار اسی وقت تک حاصل ہے جب تک کہ اُسکے ساتھی نے اُس کی طرف سے دیہ ادا نہین کی ہے، یہ لوگ اُسی وقت وراثت پادین گے جبکہ میّت کے ذوی الفروض اور عصبات اور ذوی الارحام کوئی نہون،

مقرلہ بالنسب جب میت کے مولی الموالاۃ نہون تو مال ایسے شخص کو دیا جائیگا جو کہ مجہول النسب ہوا ور اور میّت نے اُسکے عزیز ہونے کا اقرار کیا ہو اور اُس اقرار پر آخر دم تک قائم رہا ہو اور اس اقرار سے واقعی اُس مجہول کا نسب نہ ثابت ہو گیا ہو اس مین تین شرطین ہین:-

(۱) میّت اُس مجہول النسب کے ساتھ اپنی ایسی عزیزداری کا اقرار کرے کہ اُسکے نسب کا ثبوت کسی دوسرے شخص پر ہو (۲) اور وہ دوسرا شخص میت کے اُس اقرار کی تائید نہ کرے اور نہ اور کسی صورت سے اُس مجہول کا نسب اس دوسرے شخص کے ساتھ ثابت ہو جائے مثلاً میّت نے کسی مجہول النسب کی نسبت یہ

اقرار کیا ہو کہ یہ میرا بھائی ہے اور میت کے باپ نے اس مجہول النسب کو اپنا بیٹا نہ تسلیم کیا ہو اور نہ کسی اور صورت سے اُس مجہول النسب کا نسب حسب قواعد شرعیہ میت کے باپ کے ساتھ ثابت ہوا ہو تو وہ مجہول النسب اس درجہ پر میّت کا وارث ہوگا اور اگر میت نے کسی مجہول النسب کو کہدیا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا جس شخص کو میت نے اپنا بھائی کہا تھا میّت کے باپ نے بھی اقرار کرلیا کہ وہ مجہول النسب واقعی اس کا بیٹا ہے اور کوئی قاعدہ شرعیہ مانع بھی نہین ہے تو یہ مجہول النسب واقعی میت کا عزیز ہو جاسے گا اور اس درجہ سے ہٹ کر میت کے عصبات مین داخل ہو جائیگا (۴۲) میّت اپنے اس اقرار پر اپنے موت تک برقرار رہے پس اگر میت نے پہلے اقرار کیا ہو اور بعد کو پلٹ گیا ہو اور اپنے اس اقرار کی تردید کردی ہو تو پھر یہ مجہول النسب وراثت پانے کا مستحق نہو گا

مقرلہ بالنسب علی الغیر اُسی وقت وراثت پاتے ہین جب میّت کے کسی قسم کے رشتہ دار اور مولی الموالاۃ موجود نہون،

موصی لہ بجمیع المال | جبکہ مقرلہ بالنسب علی الغیر بھی موجود نہو تو میت کا مال جو بعد تجہیز و تکفین کے بچا ہے ہے وہ اُس شخص کو دیا جاسے گا جسکے لیے میت نے اپنے تمام مال کی وصیّت کی ہے کیونکہ وصیت کے اجرا کو ثلث مال تک جو محدود کیا گیا تھا وہ وارثون کی وجہ سے تھا اب جبکہ کسی قسم کے وارث موجود نہین ہین تو اب میّت کی خواہش پوری کردی جاسے گی اور کل مال اُسی شخص کو دیا جاسے گا جسکو میت نے اپنا پورا مال دینے کی وصیت کی ہے۔

بیت المال | اسلامی سلطنت کا وہ خزانہ جس سے کہ اخراجات موافق احکام شرع (جو بیت المال کے متعلق ہین) پورے کیے جاتے ہون بیت المال کہلاتا ہے اُس مین تمام مسلمان مردون اور عورتون کے حقوق برابر ہوتے ہین انگریزی سلطنت یا دیگر غیر مسلم سلطنتون کا

خزانہ کسی صورت سے بیت المال کے حکم مین نہین آتا ہے البتہ وہ اسلامی انجمنین جو صرف مسلمانون کے ہاتھ مین ہون اور مسلمانون کی صحیح نمائندگی کرتی ہون اور اُن کے قیام اور اخراجات موافق شرع شریف ہون تو اُن کے خزانے ایک گونہ بیت المال سے مشابہت رکھتے ہین بشرطیکہ یہ روپیہ مصالح مسلمین مین موافق شرائط بیت المال خرچ کیا جاسے کیونکہ جب موصی لہٗ بجمیع المال بھی موجود نہین ہے تو میّت کا مال زوج یا زوجہ کے رشتہ دارون یا رضاعی اعزہ کو ملتا ہے اور جب وہ بھی نہون تو اس مال مین تمام مسلمانون کا حق ہے یہ ظاہر ہے کہ میّت کا مال تمام مسلمانون پر کیونکر تقسیم ہو سکے گا تو ایسی صورت مین یہ مال اُس ملک کی خالص اسلامی انجمن کو دیا جاسے جو غیرمسلم کے اقتدار سے آزاد ہو، اور اُس مال کو صرف مسلمانون کے مصالح پر خرچ کرے اور وہی اخراجات کرے جو ایسے لاوارث مال کے لیے بیت المال کے احکام مین درج ہین؛

موانع ارث جبکہ میّت کے وارث مین مندرجۂ ذیل چار باتون مین سے کوئی ایک بھی پائی جائیگی تو وہ میّت کے ترکے سے کچھ نہین پاے گا یعنی اسمین وارث ہونیکی صلاحیت نہین رہتی ہے اور وہ ترکہ پانے سے محروم رہتا ہے۔

(۱) وارث شرعی غلام ہو (۲) وارث اپنی مورث کا قاتل ہو بشرطیکہ یہ قتل ایسا ہو جس سے قصاص یا کفّارہ لازم آتا ہو (۳) وارث اور مورث مین دین کا اختلاف ہو۔ (۴) وارث اور مورث مین اختلاف دارین ہو۔ اس چوتھی بات کا تعلق صرف غیرمسلمون سے ہے،

غلامی ہمارے زمانہ مین غلامی کا وجود نہین باقی رہا کیونکہ دعویداران تہذیب نے سلطنت کی طرف سے غُلامی کو جُرم قرار دیا ہے اور مسلمانون نے جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دیا ہے تو اب بعض مقامات مثل حجاز وغیرہ مین جو نام کے غلام پاے جاتے ہین اُن پر شرعی حیثیت سے غُلامی کا اطلاق نہین ہو سکتا ہے اور نہ اس قسم کی

لونڈیاں تصرف میں آسکتی ہیں بلکہ یہ لونڈی اور غلام مثل ملازمہ و ملازم کے متصور ہونگے

غلامی کی چار قسمیں ہیں (۱) کامل جسکو قِن کہتے ہیں (۲) مکاتب یہ وہ غلام یا لونڈی ہے جس سے یہ کہدیا جاسے یا لکھوالیا جاسے کہ اگر یہ اسقدر روپیہ ادا کر دے تو وہ آزاد ہوجاسے گا (۳) مدبر یہ وہ غلام یا لونڈی ہے جسکو مالک نے کہدیا ہو کہ میری موت کے بعد آزاد ہے، (۴) ام ولد یہ وہ لونڈی ہے جسکے ساتھ مالک نے وطی کی ہو اور اُس سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی ہو تو یہ اولاد پیدا ہوتی ہی آزاد ہوتی ہے اور یہ لونڈی مالک کے مرنے پر خود بخود آزاد ہوجاتی ہے،

قتل اگر وارث اپنے مورث کے قتل کا مرتکب ہوا ہو اور یہ قتل ایسا ہے جس سے شرعاً قاتل پر قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہے تو اُس صورت میں وارث قاتل اس مقتول مورث کے ترکہ سے محروم ہوگا،

قتل کی پانچ قسمیں ہیں (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا، (۴) قتل بالتسبیب (۵) قتل بجی۔ ان سب کی شرعاً سزائیں مختلف ہیں۔

قتل عمد وہ قتل ہے جو ظلماً ہو اور ایسے ہتیار سے واقع ہو جو تفریق اجزا کر دیتا ہے اور اُس سے عموماً موت واقع ہوجاتی ہے مثلاً تلوار بندوق، توپ، گڑانسا وغیرہ یا اور کسی باڑہ دار چیز سے قتل ہو۔ اِس قتل کی سزا قصاص ہے کفارہ نہیں ہے قاتل گنہگار سخت ہوگا اور مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا۔

قتل شبہ عمد وہ قتل ہے جو ظلماً ہو مگر ایسے آلہ جارحہ سے ہو جس سے بالعموم موت واقع نہیں ہوتی ہے مثلاً لاٹھی مارنے یا کوڑہ لگانے سے موت واقع ہوجاسے، اِس قتل کی سزا دیہ اور کفارہ ہے قصاص نہیں ہے قاتل گنہگار اور مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا،

قتل خطا وہ قتل ہے جو غفلت سے واقع ہوجاسے اور اُس میں مقتول کے

قتل کا ارادہ نہو مثلاً نشانہ شکار کے لیے لگایا مگر گولی یا تیر انسان کے پڑ گیا اور موت واقع ہو گئی یا ایک شخص خواب کی حالت مین دوسرے شخص پر گر پڑا اور وہ دوسرا شخص مرگیا یا ایک شخص کسی جاندار سواری پر جارہا ہے جسکو وہ خود ہانک رہا ہے اور دوسرا شخص اُس سے کچل کر مرگیا یا ایک شخص کے ہاتھ سے کوئی بھاری چیز چھوٹ جاے اور دوسرا اسکی ضرب سے ہلاک ہو جاے، اس قتل کی سزا بھی دیۃ اور کفارہ ہے قصاص نہین ہے قاتل گنہگار بھی نہو گا مگر مقتول کی وراثت سے محروم ہو گا،

قتل بالتسبیب وہ قتل ہے کہ قاتل کا فعل مقتول سے متصل نہو لیکن سبب ہلاکت ہو جاے مثلاً کسی شخص نے کسی دوسرے کے ملک والی زمین مین کنوان کھودا اور چلا گیا بعد کو کوئی شخص آیا اور اُسمین گر کر مرگیا کنوان کھودنے والے کا فعل باعث قتل ہوا گو اُسوقت قاتل اُس جگہ پر موجود نہ تھا اس لیے قاتل کچھ سزا کا مستوجب ہو گا کیونکہ دوسرے کی زمین مین فعل سرزد ہوا اور اگر اپنی زمین پر کنوان کھودا ہوتا تو کسی قسم کی سزا بھی نہوتی۔ اِس قتل کی سزا صرف دیۃ ہے قصاص اور کفارہ نہین ہے اور نہ قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہو گا،

قتل بحق وہ قتل ہے جو حفاظت خود اختیاری مین یا کسی شرعی حکم کی وجہ سے واقع ہو۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر مار ڈالنے کے لیے حملہ کیا اُس دوسرے شخص نے اپنے بچانے کے لیے جوابی حملہ کیا جس سے پہلا شخص مرگیا۔ یا کسی دوسرے نے از روئے قصاص یا از روے حد شرعی کسی شخص کو قاضی کے حکم سے قتل کیا یا عادل بادشاہ نے اپنے مورث باغی کو یا باغی وارث نے اپنے مورث عادل کو اپنے کو حق پر سمجھ کر قتل کیا اِس قتل کی کسی قسم کی سزا نہین ہے اور نہ گناہ ہے اور نہ وراثت سے محرومی ہے،

مندرجہ بالا صورتون مین صرف اول کی تین صورتون مین قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوتا ہے کیونکہ قتل عمد مین قصاص اور قتل شبہ عمد اور قتل خطاء مین کفارہ واجب ہوتا ہے اور آخر کی دو صورتون مین یعنی قتل بالتسبیب اور قتل بحق مین وراثت سے محرومی نہین ہے کیونکہ ان دو صورتون مین قاتل پر نہ تو قصاص ہے اور نہ کفّارہ واجب ہے'

کوئی باپ اگر اپنے بیٹے کو قتل کرڈالے اور قتل عمد ہو تو باپ اپنے اُس بیٹے کی وراثت سے محروم ہوتا ہے باوجودیکہ باپ پر اپنے بیٹے کے قتل کے عوض نہ قصاص لازم آتا ہے اور نہ کفارہ اسکی وجہ یہ ہی کہ دراصل اس قتل کی سزا قصاص ہے مگر بوجہ باپ کی شرافت کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا ہے کہ باپ بیٹے کے عوض اور مالک اپنے غلام کے عوض قتل نہ کیا جائیگا اسوجہ سے باپ سے قصاص نہین لیا جاتا ہے یہ حضور رسالت پناہی کا عفو ہے مگر اس سے وراثت سے محرومی نہین دفع ہوتی ہے اگر قاتل مجنون ہو یا نابالغ ہو اُس سے قتل عمد یا شبہ عمد یا خطاء سرزد ہوجاسے تو وہ وراثت سے محروم نہوگا اور اسپر کوئی سزا بھی نہین ہے کیونکہ وہ شرعی احکام کا مخاطب نہین ہے مخمور اور مغلوب الغضب قاتل مجنون کے حکم مین نہین ہے

اختلاف دینین جبکہ مورث اور وارث کے مذہب مین اختلاف ہو یعنی مورث کا کوئی ایک مذہب ہو اور وارث کا دوسرا مذہب ہو تو وارث وراثت سے محروم ہوگا اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ میّت مسلمان ہو اور وارث غیر مسلم ہو تو اس صورت مین سب فقہاٗ و محدثین کے نزدیک وارث میّت کے ترکہ سے محروم ہوگا اور کچھ نہین پاسے گا دوسری صورت یہ ہے کہ میّت غیر مسلم ہو اور وارث مسلم ہو تو اس صورت مین حضرت معاذ بن جبل حضرت معاویہ حضرت حسن بصری حضرت محمد بن حنفیہ حضرت محمد بن علی بن حسین اور حضرت مسروق

رحمہم اللہ کے نزدیک مسلم وارث ہوگا لیکن حضرت علی حضرت زید اور عامہ صحابہ اور علماء احناف اور شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک وارث نہو گا۔

ہمارے ملک ہندوستان مین ایک جدید مذہب پیدا ہوا جسکے پیرو قادیانی کہلاتے ہین یہ لوگ صورتاً مسلمان ہوتے ہین مگر دراصل وہ غیر مسلم ہین کیونکہ عام علماء ہند نے اُن کے کفر کا فتویٰ دیدیا ہے لہذا اُن کا شمار غیر مسلم مین ہوگا اور وہ وراثت سے محروم ہونگے البتہ ہمارے زمانہ مین اب اس فرقے کے دو گروہ ہوگئے ہین ایک تو وہ ہے جو سابق کے عقیدہ پر قائم ہے اسپر سابق کا حکم ثابت ہے دوسرا وہ گروہ ہے جو مولوی محمد علی اور کمال الدین وکیل کا پیرو ہے اُس کا کفر مشتبہ ہوگیا ہے کیونکہ مولوی محمد علی لاہوری اور اُن کے ہم خیال مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہین اعتقاد کرتے ہین بلکہ مجدد سمجھتے ہین اور بعض دیگر کفریات سے جو اُن کی طرف منسوب ہین برات کرتے ہین جیسا کہ مولوی کمال الدین لاہوری نے حضرت اُستاذی مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے رو برو میری موجودگی مین اظہار کیا ہے اور بعض ان کی تحریرون سے بھی مترشح ہوتا ہے۔ اسی طرح سے شیعہ فرقے کے کفر مین بھی اختلاف ہے جو شیعہ تحریف قرآن پاک کا اعتقاد رکھتے ہین یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے نہین قائل ہین یا دیگر ضروریات دین کے منکر ہین وہ کافر ہین ہمارے صوبہ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ مین بہت سے شیعہ اسی قسم کے ہین اور جو شیعہ حضرات شیخین کو نہین مانتے ہین یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اُن پر فضیلت دیتے ہین یا بعض اور جزئیات سے سنیون سے مختلف ہین بشرطیکہ وہ جزئیات ضروریات دین سے نہون تو اس قسم کے شیعہ کافر نہون گے البتہ ملحدین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا ماننے والے قطعی کافر ہین وہ کسی طور سے وراثت نہین پا سکتے۔ وہابیہ۔ اہل حدیث اور اہل قرآن کے فرقے جو زیادہ تر پنجاب مین ہین

اُن پر اگرچہ بعض متقشف علماء نے کفر کا فتوی جاری کر دیا ہو مگر دراصل اُن کا شمار
اہل ہوا اور غیر مقلدین مین ہے ہمارے نزدیک وہ وراثت سے محروم نہین
ہونگے، عیسائی۔ یہودی۔ پارسی۔ آریہ۔ سکھ۔ ہندو مشرکین کے تمام فرقے
سب وراثت سے محروم ہونگے کسی صورت سے یہ مُسلم کے وارث نہین ہوسکتے

اختلاف دارین جبکہ اسلام برتری رکھنے والا مذہب ہے جیسا کہ ارشاد
نبوی ہے کہ الاسلام یعلو ولا یعلی تو ضرورت ہے کہ جو غیر مسلم اسلامی سلطنت کے
زیر نگین ہون اُن کے معاملات پر بھی اقتدار رکھے اسی وجہ سے وراثت کے معاملہ
مین یہ حکم ہے کہ اگر وارث اور مورث ایک ہی دار کے رہنے والے ہین تو وراثت
جاری ہوگی اور اگر مختلف دارون کے رہنے والے ہین تو وراثت نہین جاری
ہوگی یہ حکم صرف غیر مسلمین کے واسطے ہے مسلمان اسکے مخاطب نہین ہین بلکہ
مسلمان وارث اور مورث جہان کہین موجود ہون چاہے کسی دار اور ملک کے
رہنے والے ہون اُن مین وراثت جاری ہوگی

دار الحرب جس ملک پر ہمیشہ سے کفار کا تسلط ہو یا پہلے اسلامی سلطنت تھی اب کفار نے اُسپر پورا قبضہ کر لیا اور
احکام کفر علی سبیل الاشتہار جاری ہوگئے ہین اور احکام اسلامیہ بالکلیہ موقوف کر دیے گئے ہین اور شعائر اسلام و ضروریات دین
مین کفار مداخلت کرنے لگے ہین تو وہ ملک دار الحرب کہلاتا ہے مثلاً انگلستان، جرمنی، امریکہ اور فرانس اسپین وغیرہ

دار الاسلام جو ملک اسلامی سلطنت کے زیر نگین ہو یا جو ملک پہلے اسلامی سلطنت
مین تھا اور اب اُسپر غیر مُسلم کا تسلط ہوگیا ہے مگر کل یا بعض احکام اسلامیہ بھی جاری ہین
اور شعائر اسلامیہ اور ضروریات دین مین مداخلت بھی نہین کی جاتی تو وہ ملک دار الاسلام کہلاتا ہے
مثلاً افغانستان، اناطولیہ، حجاز، ایران، مصر، عراق، فلسطین، ہندوستان وغیرہ۔

پس اگر غیر مسلم مورث اور وارث مین سے ایک شخص دار الحرب کا رہنے والا ہو
اور دوسرا دار الاسلام کا باشندہ ہو تو وراثت جاری نہ ہوگی مثلاً افغانستان اور

لندن کے غیر مسلم باشندگان کے درمیان وراثت نہین ہے غیر مسلم کا عارضی قیام کسی دار کا معتبر نہو گا بلکہ اُس کا رجوع اصل دار کی طرف ہو گا۔ مثلاً جرمنی کا ایک غیر مسلم باشندہ عراق مین کچھ دنون کے لیے آکر مقیم ہوا اور مرگیا اور اُس کا وارث غیر مسلم عراق کا اصلی باشندہ ہے توگو وارث اور مورث بظاہر ایک ہی ملک یعنی عراق مین تھے مگران دونون مین وراثت نہین جاری ہو گی کیونکہ مورث کا اصلی وطن جرمنی ہی جو دارالحرب ہے اور وارث کا وطن عراق ہے جو دارالاسلام ہے،

جو غیر مسلم اسلامی سلطنت کی رعایا ہو یا دوسری جگہہ سے ترک وطن کر کے دارالاسلام مین ہمیشہ کے واسطے مقیم ہوگیا ہو اور جزیہ وغیرہ ادا کرتا ہو وہ ذمی کہلاتا ہی۔ مثلاً افغانستان مین ہندو سکھ وغیرہ،

جو غیر مسلم اسلامی سلطنت مین آکر چند دنون کے واسطے عارضی قیام کرے اور پروانہ حاصل کرے تو وہ مستامن کہلاتا ہے، مثلاً قسطنطینیہ مین انگریزی و روسی سفراء و تاجر و معلمین وغیرہ،

تمام دارالحرب کے لوگ اور سب غیر مسلم جہانتک وراثت کا تعلق ہے سب ایک دار اور ایک مذہب کے لوگ متصور ہونگے، البتہ اگر دو دارالحرب کے درمیان جنگ کی حالت ہو تو وہ دونون دار مختلف دار سمجھے جائین گے،

فروض خداوند تعالی نے قرآن پاک مین بارہ ذوی الفروض کے لیے چھ قسم کے حصے مقرر کیے ہین جو ذیل کی دو صنفون مین تقسیم ہوتے ہین۔

صنف اول۔ ثمن یعنی آٹھوان حصہ ($\frac{1}{8}$) ربع یعنی چوتھائی حصہ ($\frac{1}{4}$)، نصف یعنی آدھا حصہ ($\frac{1}{2}$)

صنف دوم۔ سُدس یعنی چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) ثلث یعنی تہائی حصہ ($\frac{1}{3}$) دو ثلث

یعنی دو تہائی حصہ (⅔)

ان حصون کی تقسیم مندرجۂ بالا دو صنفون پر اس بناء پر ہوگئی ہے کہ ہر صنف مین چھوٹے عدد کا دوگنا بیچ کا عدد ہے یعنی ثمن کا دوگنا ربع ہے اور سُدس کا دوگنا ثلث ہے اور بیچ کے عدد کا دوگنا بڑا عدد ہے یعنی ربع کا دوگنا نصف اور ثلث کا دوگنا دو ثلث ہے اور پھر لازماً دونون صنفون مین بڑے عدد کا آدھا بیچ والا عدد ہے یعنی نصف اور دو ثلث کا آدھا ربع اور ثلث ہے اور بیچ والے عدد کا آدھا چھوٹا عدد ہے یعنی ربع اور ثلث کا آدھا ثمن اور سُدس ہے،

اب میّت کے باپ کے حصہ پانے کی مندرجۂ ذیل تین حالتین ہین جو صورت ہو اسکے موافق حصہ دیا جاے گا:-

(۱) اگر میّت نے اپنے پس ماندگان مین اپنے باپ کے ساتھ اپنا لڑکا یا پوتا یا اُس سے بھی نیچے درجہ کا پوتا بھی چھوڑا ہے تو اس صورت مین میت کے ترکہ مین سے بعد ادائے دین وغیرہ کے جو کچھ بچا ہے میّت کے باپ کو اُس کا سُدس یعنی اُس کُل بچے ہوے مال کا چھٹا حصّہ ملیگا۔ مثلاً چھ سو روپیہ ادائگی قرض وغیرہ کے بعد بچا ہے تو میّت کے باپ کو ایک سو روپیہ ملے گا۔

(۲) اگر میت نے اپنے باپ کے ساتھ اولاد ذکور نہین چھوڑی ہو بلکہ میت کی بیٹی۔ پوتی۔ پر پوتی یا اُسکے نیچے کی پوتی موجود ہے تو اُس صورت مین میت کے باپ کو اُس کا مقررہ حصہ سُدس دیا جاے گا اور جو کچھ تمام ذوی الفروض (شمول حصۂ خود) کے دینے کے بعد بچے گا وہ بھی اُس کو بحیثیت عصوبت کے ملے گا یعنی اُس صورت مین میّت کا باپ اصحاب فرائض مین سے بھی ہوگا اور عصبہ بھی ہوگا۔ مثلاً زید مرا اور اُس نے اپنے باپ اور لڑکی اور مان کو چھوڑا اور ترکہ چھ سو روپیہ ہے تو لڑکی کو تین سو روپیہ اور مان کو ایک سو روپیہ اور باپ کو

ایک سو روپیہ دیا جاے گا اب جو ایک سو روپیہ باقی رہا ہے وہ بھی باپ کو بحیثیت عصوبت دیا جاے گا تو اب اُس کو کل دو سو روپیہ ملا۔

(۳) اگر میت نے باپ کے ساتھ اپنی کوئی اولاد ذکور وانات مین سے نہین چھوڑی ہے تو اُس صورت مین باپ کا مقررہ حصہ نہین دیا جائیگا بلکہ جس قدر ذوی الفروض کے دینے کے بعد بچے وہ سب باپ کو دیا جاے گا۔ یعنی اس صورت مین باپ صرف عصبہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے باپ ماں اور زوجہ چھوڑی اور ترکہ بارہ سو روپیہ ہے تو زوجہ کو تین سو روپیہ اور ماں کو تین سو روپیہ ملے گا اور باقی چھ سو روپیہ میّت کے باپ کو دیا جاے گا،

جدِّ صحیح جب میّت اور اُسکے کسی دادا کے درمیان کسی عورت کا واسطہ نہ پڑے تو وہ دادا میّت کا جدِّ صحیح کہلاتا ہے۔ مثلاً باپ کا باپ یا دادا کا باپ یا اُس کے اور اوپر۔ اور اگر درمیان مین کسی عورت کا واسطہ ہو تو اُس دادا کو جدِ فاسد کہتے ہین۔ جیسے ماں کا باپ یا نانی کا باپ یا دادی کا باپ یا باپ کی نانی کا باپ وغیرہ جدِ فاسد نہ تو ذوی الفروض مین سے ہے اور نہ عصبات مین سے ہے اُسکا شمار ذوی الارحام مین ہے،

جدِّ صحیح کا وہی حصہ ہے جو میت کے باپ کا ہے اور اُسکی بھی وہی تین صورتین ہین یعنی میّت کی اولاد ذکور کی موجودگی مین سدس اور اولاد اناث کی موجودگی مین سدس و عصوبۃ اور میت کی اولاد نہونیکی صورت مین صرف عُصوبت لیکن میّت کا جدِ صحیح اُسی وقت ترکہ پاتا ہے جبکہ میّت کا باپ زندہ نہو۔ اگر میّت کا باپ زندہ ہے تو جدِ صحیح محجوب ہوگا اور اُس کو کچھ نہ ملے گا۔

مسائل وراثت مین جدِ صحیح مثل باپ کے ہے صرف ذیل کی چار صورتون مین فرق ہے:۔

(۱) میّت کے باپ کی موجودگی مین میت کی دادی حصہ نہین پاتی ہے مگر دادا کی موجودگی مین میّت کے باپ کی مان حصہ پاتی ہے۔

(۲) جبکہ میت کے ورثا مین مان اور باپ اور زوجین مین سے کوئی ہو (یعنی اگر میت مرد ہے تو اس کی بی بی ہو اور اگر میت عورت ہے تو اُسکا خاوند ہو) تو زوجین مین سے جو ہو اُسکو حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا اُس کا ثلث مان کو ملے گا اور باقی باپ کو دیا جاے گا اور اگر میّت کے ورثا مین باپ کی جگہ پر دادا ہو اور میّت کی مان اور احدی الزوجین ہون تو اس صورت مین مان کو کل مال کا ثُلث ملے گا اور احدی الزوجین کو اُن کا حصہ دیا جاے گا اور باقی سب دادا کو ملے گا یعنی باپ کی موجودگی مین مان کا حصہ ثلث مابقی بعد فرض احدی الزوجین ہے اور دادا کی موجودگی مین ثلث الکل ہے۔

(۳) میّت کے باپ کی موجودگی مین سگے اور سوتیلے بھائی بہن محجوب ہوتے ہین کچھ نہین پاتے ہین اور دادا کی موجودگی کی صورت مین امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک حصہ پاتے ہین گو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُس صورت مین بھی محجوب ہین۔

(۴) اگر میّت آزاد کیا ہوا غلام ہو تو اُسکے آزاد کرنیوالے کے بیٹے اور باپ مین باپ کو سُدس اور باقی بیٹے کو ملتا ہے۔

(یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس صورت مین باپ کو کچھ نہین ملے گا بلکہ سب معتق کے بیٹے کو ملے گا) اور اگر بجاے باپ کے آزاد کرنے والے کا دادا اور بیٹا ہو تو دادا کو کچھ نہین ملے گا سب بیٹے کو دیا جاے گا (یہ حکم بالاتفاق ہے)

زوج جس مرد کے ساتھ عورت کا نکاح بموجب قاعدۂ شرعیہ ہوا ہو وہ عورت کا

زوج یا شوہر (خاوند) کہلاتا ہے۔ جسکے ساتھ عورت نے متعہ یا نکاح وقتی کیا ہو وہ مرد زوج نہین متصور ہوگا۔

اگر میت عورت ہو اور اُس نے اپنے پس ماندگان مین اپنا خاوند چھوڑا ہو ایسا خاوند جسکے نکاح مین وہ عورت آخر وقت تھی تو اس خاوند کے لیے زوجہ کے ترکہ مین سے حصہ پانے کی ذیل کی دو صورتین ہین۔

(۱) اگر عورت کی اپنی اولاد یا اپنے لڑکے یا پوتے کی اولاد یا اُسکے اور نیچے پوتے کی اولاد (مرد یا عورت) زندہ موجود ہو تو اُس صورت مین شوہر کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُس کا چوتھائی حصہ ملے گا

(۲) اگر عورت کی اپنی یا اپنے بیٹے یا پوتے کی کوئی اولاد زندہ نہو تو اُس صورت مین شوہر کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُسکا نصف ملے گا۔

نوٹ۔ وراثت کے مسائل مین لفظ اولاد مین ذکور و اناث (مرد اور عورت) دونون شامل ہونگے اور ابن سے مراد ذکور اور بنت سے مراد صرف اُناث ہونگے

اولاد ام میّت کے مان کی وہ اولاد جو میّت کے باپ کے نطفہ سے نہین ہے وہ اولاد ام کہلاتی ہے اور وہ میّت کے اخیافی بھائی اور اخیافی بہن یا اخ لام و اخت لام کے نام سے مسائل وراثت مین نامزد ہوتے ہین۔

وراثت مین سب جگہ بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا رکھا گیا ہے مگر اولاد الام کی وراثت مین جو حصہ اولاد الام کو ملتا ہے اُس مین بھائی اور بہن برابر کے حصہ دار ہین اور اُن پر برابر تقسیم ہوتا ہے،

اولاد الام کے حصہ پانے کی تین حالتین ہین:۔

(۱) اگر ایک شخص ہو (مرد یا عورت) تو اُس کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے

بعد بچا ہے اُس کا چھٹا حصہ دیا جاے گا

(۲) اگر دو یا اس سے زیادہ ہون (سب مرد ہون یا سب عورتین ہون یا بعض مرد ہون اور بعض عورتین) تو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُسکا تیسرا حصہ یعنی ایک ثلث اُن سب پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیا جاے گا،

(۳) اگر میت کی اولاد (ذکور یا اناث) یا اپنے بیٹے کی اولاد یا اپنے پوتے یا اُس کے نیچے کے پوتے کی اولاد ہو یا میت کا باپ یا میت کا دادا زندہ موجود ہو تو یہ اخیافی بھائی اور بہن محجوب ہونگے اور کچھ حصہ نہین پائین گے۔

زوجہ جس عورت کے ساتھ مرد کا نکاح بقاعدۂ شرعی منعقد ہوا ہے وہ مرد کی زوجہ یا بیوی کہلاتی ہی متعہ اور وقتی نکاح ناجائز ہے اس لیے متاعی اور وقتی نکاحی عورت کا ترکہ مین کوئی حصہ نہین ہے۔

زوجہ کے حصہ پانے کی ذیل کی دو صورتین ہین:-

(۱) اگر مرد کی اپنی اولاد (مرد یا عورت) یا اپنے بیٹے یا پوتے یا اُسکے نیچے پوتے کی اولاد زندہ ہو تو بیوی کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہی اُسکا آٹھوان حصہ ملے گا۔

(۲) اگر مرد کی اپنی یا بیٹے یا پوتے کی اولاد نہو تو بیوی کو متروکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُس کا چوتھائی حصہ ملے گا۔

جبکہ مرد کی ایک سے زائد یعنی دو یا تین یا چار بیویان زندہ ہون تو یہ زوجہ کا حصہ (ثمن یا ربع جیسی صورت ہو) اُن سب پر برابر برابر تقسیم ہوگا ایک وقت مین چار سے زائد بیویان رکھنا جائز نہین ہین لہذا پانچوین یا چھٹی یا اور زائد بیویون کا نکاح صحیح نہین ہوتا ہے اس لیے چھٹی یا پانچوین بیویان ترکہ مین سے کچھ حصہ نہ پائینگی،

لڑکی مسائل میراث مین لفظ "بنت" کا اطلاق لڑکی اور پوتی اور پرپوتی سب پر

ہوتا ہے اسوجہ سے لڑکی کے واسطے بنت الصلبیہ کی لفظ اور پوتیون کے واسطے بنات الابن کی لفظ خاص کرلی جاتی ہے

میت کی لڑکیون (بنات الصلبیہ) کی وراثت کے بارے مین تین صورتین ہین جو ذیل مین ذکر ہین :-

(۱) اگر میت کی صرف ایک لڑکی ہو تو تمام متروکہ (بعد اداے دین وغیرہ) کا وہ نصف یعنی ½ متروکہ پائیگی۔

(۲) اگر میت کی دو یا دو سے زائد لڑکیان ہون خواہ میت کی ایک بیوی سے ہون یا مختلف بیویون سے مگر میت کے نطفہ سے ہون تو ان سب کو متروکہ کا (بعد اداے دین وغیرہ) دو ثلث (⅔) متروکہ ملے گا اور یہ دو ثلث اُن سب لڑکیون پر برابر برابر بہ تقسیم ہوگا۔

(۳) اگر میت کی لڑکی کے ساتھ میت کا لڑکا بھی ہو خواہ اُس بیوی سے ہو جس سے لڑکی ہے یا کسی دوسری بیوی سے ہو اُس حالت مین لڑکی کا کوئی حصہ مقرر نہین رہیگا (خواہ ایک لڑکی ہو یا اُس سے زائد) بلکہ اُس وقت جو ایک لڑکے کو ملے گا اُس کا آدھا ہر ہر لڑکی کو ملے گا یعنی لڑکی عصبہ (بغیرہ) ہو جائیگی ذوی الفروض مین سے نہین رہیگی اور ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین لڑکی اور لڑکے پر تقسیم ہوگا مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے اپنی مان اور تین لڑکیان اور ایک لڑکا چھوڑا اور ادائگی دین کے بعد چھ سو روپیہ ترکہ بچا ہے تو مان کو بحیثیت اُسکے ذوی الفروض مین سے ہونے کے اُس کا سدس یعنی ایک سو روپیہ دیا جاے گا اور بقیہ پانچ سو روپیہ لڑکے اور لڑکیون پر بہ حیثیت عصوبہ تقسیم ہوگا جس مین سے دو سو روپیہ لڑکے کو اور ایک سو روپیہ لڑکی کو اور ایک سو روپیہ دوسری لڑکی کو اور ایک سو روپیہ تیسری لڑکی کو ملے گا۔

جب عورت اور مرد پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرنا مقصود ہو تو اُس کی آسان صورت یہ ہے کہ ہر مرد کو بجائے دو عورتون کے فرض کرلین اور سب عورتون کے اعداد کو جوڑ لین پھر جو کچھ تقسیم کرنا ہے اُس کو اُس مجموعہ پر تقسیم کرین جو جواب آوے وہ ہر ہر عورت کو دین اور اُس کا دوگنا ہر ہر مرد کو دین۔ مثلاً ایک سو روپیہ ہے اور چار لڑکون اور دو لڑکیون پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرنا ہے تو ہم نے ہر لڑکے کو دو عورتین فرض کیا تو چار لڑکون کی آٹھ عورتین ہوئین اور دو اصلی عورتین تو یہ کل دس عورتین ہوئین اب ایک سو روپیہ کو دس سے تقسیم کیا جواب دس آیا تو اب ہر لڑکی کو دس دس روپیہ اور ہر لڑکے کو دس کا دوگنا یعنی بیس بیس روپیے دیے جائینگے۔ پس دونون لڑکیون کے بیس روپیہ ہوے اور چار لڑکون کے اسّی روپیے ہوے،

مطلق بنات کا حصہ دو ثلث ہے۔ پس اگر میّت کی دو لڑکیان ہوتی ہین تو وہ پورا دو ثلث اُن کو ملجاتا ہے اور اگر ایک لڑکی ہوتی ہے تو اُس کو نصف دیا جاتا ہے اور جو دو ثلث مین سے ایک سُدس باقی رہتا ہے وہ اگر میت کی پوتی ہوتی ہے تو اُسکو دیا جاتا ہے اور اگر میّت کی کوئی لڑکی نہو مگر پوتیان ہون تو چونکہ بنات کا اُن پر بھی اطلاق ہوتا ہے لہذا یہ پوتیان قائم مقام بیٹیون کے کردی جاتی ہین اور مندرجۂ بالا تین صورتون کے لحاظ سے حصّہ پاتی ہین۔

پوتی میت کے اپنے لڑکے کی لڑکی یا اپنے پوتے کی لڑکی یا اور نیچے اپنے پوتے کی لڑکی سب پوتیان (نبات الابن) کہلاتی ہین اور اُن کی وراثت کے بارے مین ذیل کی چند حالتین ہین:۔

(۱) اگر میّت کے لڑکا اور لڑکی زندہ نہو تو پوتی اگر ایک ہے تو اُسکو متروکہ کا (بعد ادائے دین وغیرہ) آدھا ملے گا۔

(۲) اگر میت کے لڑکا اور لڑکی زندہ نہو اور پوتیان دو یا زائد ہون تو سب پوتیون کو ملاکر ترکہ کا (بعد اداے دین وغیرہ) دو ثلث ⅔ ملے گا،

(۳) اگر میت کے اولاد صلبی مین صرف ایک لڑکی ہو تو پوتی کا حصہ ایک سدس ہے (پوتی خواہ ایک ہو یا زیادہ) یہ وہی سدس ہے جو لڑکی کے نصف ترکہ کے بعد دو ثلث مین سے بچا ہے اسی وجہ سے اُسکو تکملۃ للثلثین کہتے ہین۔

(۴) اگر میت کے کوئی لڑکا زندہ ہے تو اُس صورت مین پوتیان اور پوتے مجحوب ہون گے اور کچھ نہ پائینگے

(۵) اگر میت کے دو لڑکیان زندہ موجود ہین تو اُس صورت مین بھی پوتیان مجحوب ہونگی کچھ نہ پائینگی،

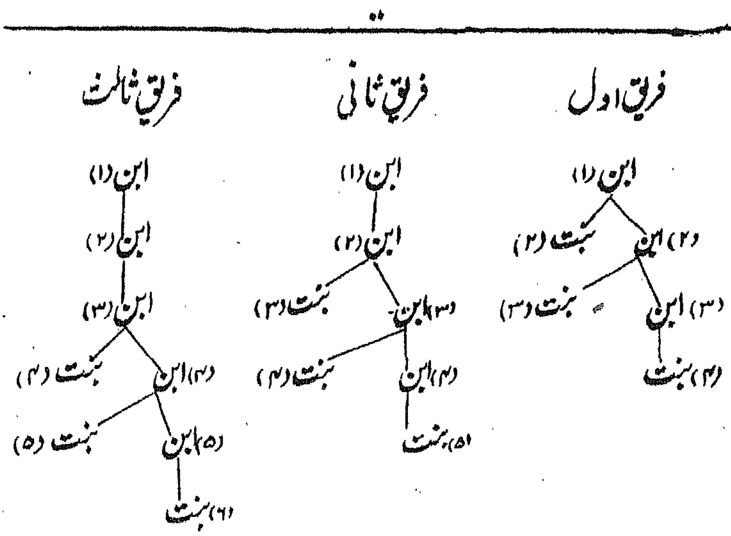
(۶) اگر میت کے دو لڑکیان زندہ ہون اور پوتی کے ساتھ میت کا پوتا یا پر پوتا یا اُس سے بھی نیچے کا پوتا ہو تو اُس صورت مین یہ پوتی یا پوتیان عصبہ ہو جائینگی اور ذوی الفروض کے حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ اُن پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین،، تقسیم ہو جاے گا،

نوٹ:- جو احکام پوتیون کے وراثت کے متعلق اُوپر لکھے گئے ہین وہی احکام نیچے کے درجے کی پوتیون کے وراثت کے بھی ہین جبکہ اُس سے اوپر کے درجے کی پوتیان زندہ نہون،

اگر بنات الصلب نہون تو پوتی حکم مین بیٹی کے اور پر پوتی حکم مین پوتی کے ہوگی پوتیون اور پر پوتیون مین وہی پوتی اپنے بھائی یا بھتیجے کے ساتھ عصبہ ہوگی جسکو کہ مندرجۂ بالا صورتون مین سے کسی ایک صورت سے بھی کچھ حصہ نہ ملا ہو۔

میت کی اولاد مین جس درجہ پر کوئی مرد ہوگا وہ اپنے سے نیچے درجہ کی پوتی اور پوتون کو مجحوب کردے گا اور اپنے درجہ اور اوپر کے درجہ کی میت کے اُن اولاد اناث

کو عصبہ کردے گا جو ذوی الفروض مین سے ہون مگر بوجہ کسی حاجب کے اُنھون نے
حصہ نہ پایا ہو۔ **مثلاً**



مندرجۂ بالا مثال مین اگر درجہ (۱) مین کوئی ابن زندہ ہے تو نیچے درجہ کی اولاد محجوب ہے۔

اگر درجہ (۲) مین کوئی ابن موجود ہے تو (۳ و ۴ وغیرہ) درجہ کی اولاد محجوب ہے۔

اگر درجہ (۲) مین ابن کے ساتھ بنت (۲) بھی موجود ہے تو اُس درجہ (۲) مین ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور نیچے کے درجہ کی اولاد محجوب ہے

اگر درجہ (۲) مین کوئی ابن نہین ہے صرف بنت (۲) زندہ ہے تو اس کو نصف ملیگا اور سدس بنات درجہ (۳) کو ملے گا بشرطیکہ ابن (۳) زندہ نہون اور اگر ابن (۳) مین سے کوئی ایک بھی زندہ ہے تو پھر سدس نہ ملے گا۔ بلکہ بنات (۳) عصبہ ہوجائینگی اور بقیہ نصف باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور اس سے نیچے کی درجہ کی اولاد محجوب ہوگی

اگر درجہ (۲) کی بنت کو نصف ملا ہے اور درجہ (۳) کی بنت کو سدس ملا ہے تو (۴ و ۵ وغیرہ) درجہ مین اگر صرف اناث ہین تو وہ محجوب ہونگی اور اگر درجہ (۴) مین

کوئی ابن بھی ہے تو درجہ (۴) کے ابن و بنات مین بقیہ ترکہ (جو ایک ثلث ہے) للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور اگر اس صورت مین درجہ (۴) مین صرف بنات ہین اور درجہ (۵) مین کوئی ابن ہے تو درجہ (۴) اور درجہ (۵) کی بنات عصبہ ہونگی اور بنت (۶) محجوب ہوگی۔

مسئلہ تشبیب لغت مین تشبیب ایسے اشعار پڑھنے کو کہتے ہین جنمین معشوق کے جمال اور عاشق کے حال کا ذکر ہو، اور علماء فرائض کے اصطلاح مین تشبیب اسکو کہتے ہین جسمین مختلف درجات کے بنات کا ذکر ہو تو اب مثال مندرجۂ بالا کو مسئلۂ تشبیب کہین گے،

اُخت لاب و اُم میّت کی وہ بہن جو میّت ہی کے ماں باپ سے پیدا ہے اسکو میّت کی اُخت لاب و اُم یا سگی بہن یا اخت عینی کہتے ہین۔

اخت لاب و ام کی وراثت کے بارے مین پانچ حالتین ہین جو ذیل مین درج ہین

(۱) اگر میّت کی صرف ایک بہن ہو تو اُسکو ترکہ کا (بعد ادائگی دین وغیرہ) نصف ملے گا۔

(۲) اگر میّت کی دو یا دو سے زائد بہنین ہون تو وہ ترکہ کے (بعد ادائگی دین وغیرہ) دو ثلث مین برابر کی شریک ہونگی۔

(۳) اگر میت کی سگی بہن کے ساتھ میّت کا سگا بھائی بھی ہو تو اُس وقت بہن کو فرضیت کا حصہ نہین ملے گا بلکہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جاے گی اور باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین (یعنی ایک مرد کو دو عورتون کے برابر حصّہ ہے) ترکہ (بعد ادائگی دین وغیرہ) تقسیم ہوگا۔

(۴) اگر میّت کی سگی بہن یا بہنین ہین اور سگا بھائی نہین ہے اگر اسکے ساتھ میّت کی صرف لڑکی یا صرف پوتیان ہین تو اُس وقت بنات کے ساتھ اخت عصبہ

مع غیر ہو جاسے گی یعنی بہن کا فرضیت کا حصہ نہو گا بلکہ لڑکی یا پوتی اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ لینے کے بعد جو کچھ باقی بچا ہو وہ بہن یا بہنون کو (جیسی کہ صورت ہو) ملے گا۔

(۵) اگر میت کا اپنا لڑکا یا پوتا یا اور نیچے درجہ کا پوتا ہو یا میت کا اپنا باپ یا دادا زندہ ہو تو سگے بہن اور بھائی محجوب ہونگے کچھ حصہ نہ پائینگے،

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی موجودگی مین بھائی بہن حصہ پاتے ہین وہ محجوب نہین ہین۔

اخت لاب میت کی وہ سگی بہن جو میت کے باپ کے نطفہ سے ہو گر میت کے ماں کے پیٹ سے نہو بلکہ دوسری ماں سے ہو وہ اخت لاب یا سوتیلی بہن یا اخت علاتی کہلاتی ہے،

میت کے اخت لاب کی وراثت کے بارے مین سات صورتین ہین جو درج ذیل ہین۔

(۱) اگر میت کی صرف ایک سوتیلی بہن ہے تو اُس کو ترکہ کا (بعد ادائگی دین وغیرہ) نصف ملیگا بشرطیکہ کوئی سگی بہن نہو۔

(۲) اگر میت کی دو یا زیادہ سوتیلی بہنین ہون تو اُن سب کو ملا کر دو ثلث حصہ ملیگا بشرطیکہ کوئی سگی بہن نہو،

(۳) اگر میت کی سوتیلی بہن یا بہنون کے ساتھ میت کی صرف ایک سگی بہن بھی ہے تو اُس صورت مین سوتیلی بہن کا سدس حصہ ہے۔

(۴) اگر میت کی دو یا زائد سگی بہنین موجود ہون تو میت کی سوتیلی بہن محجوب ہوگی اسکو کچھ حصہ نہ ملے گا،

(۵) اگر میت کی دو سگی بہنون کے ساتھ میت کی سوتیلی بہن اور سوتیلا بھائی بھی ہو تو اُس وقت سوتیلی بہن اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جائیگی اور ذوی الفروض

کے بعد بقیہ ترکہ باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین اُن پر تقسیم ہوگا۔
(۶) اگر میّت کی سگی بہن نہو تو اُسکی جگہ پر سوتیلی بہن (اگر سوتیلا بھائی نہین ہو) میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہوگی یعنی سوتیلی بہن اس صورت مین فرضیت کا حصہ نہین پاے گی بلکہ بیٹی اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ لینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ سوتیلی بہن کو ملے گا۔
(۷) اگر میت کا اپنا لڑکا یا پوتا یا اور نیچے درجہ کا پوتا یا میّت کا باپ یا دادا یا سگا بھائی یا سگی بہن (حالت عصوبت) مین ہو تو سوتیلی بہن محجوب ہوگی۔ البتہ دادا کی موجودگی مین حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک محجوب نہین ہو۔

اخت لام میّت کی وہ بہن جو میّت کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو لیکن میّت کے باپ کے نطفہ سے نہو اُس کو اخیافی بہن یا اخت لام کہتے ہین جن کا مفصل بیان اولاد ام کے تحت مین ہو چکا ہے کہ اُنکی وراثت کے بارے مین تین صورتین ہین،
(۱) اگر ایک اخیافی بہن ہو تو ترکہ کا (بعد ادا ے دین وغیرہ) سدس ملے گا۔
(۲) اگر دو یا دو سے زائد اخیافی بھائی بہن ہون تو سب ثلث مین شریک ہونگے تقسیم برابر کی ہوگی،
(۳) اگر میت کی اولاد (ذکور و اُناث) یا بیٹے کی یا پوتے یا اُس سے نیچے درجہ کی اولاد زندہ ہو یا میت کا باپ یا میّت کا دادا موجود ہو تو اخیافی بھائی بہن محجوب ہوتے ہین۔

ام جس عورت کے بطن سے میّت پیدا ہو وہ میّت کی ام یعنی ماں کہلاتی ہے میّت کے باپ کی دوسری بیوی یعنی میّت کی سوتیلی ماں کا کوئی حصہ میّت کے ترکہ مین نہین ہے۔
میّت کی والدہ (ام) کے حصہ پانے کیلئے ذیل کی تین صورتین ہین:-

(۱) اگر میت کی اولاد (ذکور یا اُناث) ہو یا اُسکے بیٹے یا اُسکے پوتے یا اور نیچے درجہ کی اولاد ہو یا میّت کے بھائی بہنون کی تعداد دو ہو یا دو سے زائد ہو۔ (خواہ سب بھائی ہون یا سب بہنین ہون یا کچھ بھائی ہون اور کچھ بہنین ہون اور خواہ ایک ہی قسم کے ہون یا مختلف قسم کے بھائی بہن ہون یعنی علاتی۔عینی۔اخیافی۔ مگر مجموعہ تعداد اُن کی دو یا زائد ہو) تو میّت کی اپنی مان کو میّت کے ترکہ کا (بعد ادائے دین وغیرہ) سدس یعنی $\frac{1}{6}$ ملے گا۔

(۲) اگر میت کی اولاد اور میت کے بیٹے اور پوتون کی اولاد نہو اور میّت کے بھائی بہنون کی تعداد بھی دو یا اُس سے زائد نہو تو میّت کی مان کو (بعد ادائے دین وغیرہ جائداد کا ثلث یعنی $\frac{1}{3}$ ملے گا۔

(۳) اگر میّت کی مان کیساتھ صرف باپ اور زوجین مین سے کوئی ہو تو اُس صورت مین احدی الزوجین کا حصہ ترکہ سے دینے کے بعد جو کچھ بچے اس کا ثلث مان کو ملے گا اور باقی باپ کو ملے گا۔ اُسکے صرف دو ہی مسئلہ ہین جو درج ذیل ہین۔

(الف) میت عورت ہو اور اُسکے ورثا مین صرف اس کا باپ اور مان اور شوہر ہو۔

(ب) میّت مرد ہو اور اُس کے ورثا مین صرف میّت کے باپ اور مان اور بیوی ہو،

مندرجۂ بالا دونون صورتون مین پہلے زوجیت کا حصہ دیا جاے گا اُسکے بعد جو کچھ بچا ہے اسکا ثلث مان کو اور بقیہ باپ کو عصوبتاً ملے گا مثلاً میّت نے ہر دو صورت مین بارہ سو ترکہ چھوڑا ہے تو مسئلہ (الف) مین پہلے میّت کے خاوند کو ترکہ کا نصف یعنی چھ سو روپیہ دیا جائیگا اب چھ سو جو باقی بچا ہے اُسکا ثلث دو سو روپیہ مان کو دیا جائیگا اور باقی چار سو باپ کو ملین گے اور مسئلہ (ب) مین میّت کی زوجہ کو

ترکہ کا ربع یعنی تین سو روپیہ دیا جائیگا اب نو سو روپیہ باقی بچا اُس کا ثلث یعنی تین سو روپیہ میت کی ماں کو اور مابقی چھ سو روپیہ باپ کو ملے گا۔

مندرجۂ بالا دونون مسئلون مین اگر میت کے ورثا مین سے بجائے باپ کے دادا ہو اور باقی دونون ورثا بدستور ہون تو دونون مسئلون مین اُس وقت بھی امام ابو یوسف رح کے نزدیک ماں کو ثلث مابقی ملے گا جیسا کہ باپ کی موجودگی مین ملتا ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک حالت بدل جائے گی اور ماں کو کل ترکہ کا ثلث ملیگا یعنی ہر دو مسئلون مین ماں کو چار سو روپیہ ملے گا اور دادا کو مسئلہ (الف) مین دو سو روپیہ اور (ب) مین پانچ سو روپیہ عصوبتاً ملے گا زوج و زوجہ کے حصے بدستور رہین گے،

جدۂ صحیحہ جب میّت اور اُسکی کسی دادی یا نانی کے درمیان کسی جد فاسد کا واسطہ نہو تو وہ دادی اور نانی جدۂ صحیحہ کہلاتی ہے۔ مثلاً باپ کی ماں (یعنی ام الاب) دادا کی ماں (ام اب الاب) ماں کی ماں (ام الام) باپ کی نانی (ام ام الاب) وغیرہ۔ اور اگر میت اور دادی یا نانی کے درمیان کوئی جد فاسد (یعنی نانا) واسطہ ہو تو وہ دادی یا نانی جدۂ فاسدہ کہلاتی ہے۔ مثلاً ماں کی دادی (ام اب الام) باپ کے نانا کی ماں (ام اب ام الاب) نانی کی دادی (ام اب ام الام) وغیرہ جدۂ فاسدہ ذوی الفروض مین سے نہین ہے بلکہ وہ ذوی الارحام مین داخل ہے۔

میّت کی جدۂ صحیحہ کی وراثت کے بارے مین ذیل کی پانچ صورتین ہین،

(۱) اگر صرف ایک جدۂ صحیحہ ہو تو اُس کو ترکہ کا (بعد ادائے دین وغیرہ) چھٹا حصّہ دیا جائے گا

(۲) اگر ایک سے زیادہ جدات صحیحات ہون اور سب میت سے واسطہ مین برابر درجہ مین ہون خواہ وہ دادھیالی ہون (ابویات) یا ننھیالی (امویات) تو وہ سب

ترکہ کے چھٹے حصے مین برابر کی شریک ہون گی،

(۳) مان کی موجودگی مین تمام قسم کی جدات ابویات ہون یا امویات سب مجوب ہون گی،

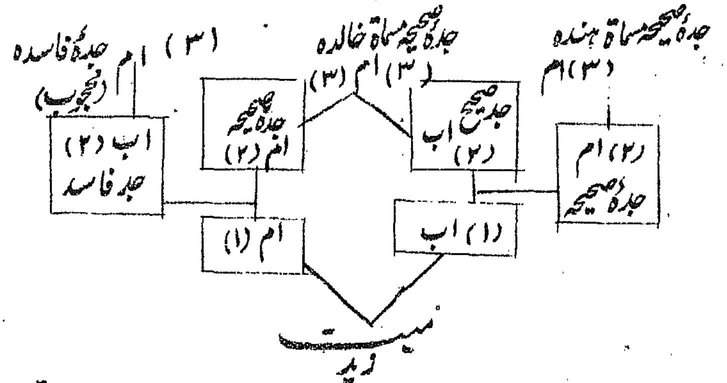
(۴) باپ کی موجودگی مین صرف دادھیالی (ابویات) جدات مجوب ہون گی البتہ نانہیالی (امویات) جدات سدس حصہ پائینگی،

(۵) دادا کی موجودگی مین وہ دادھیالی جدات حصہ نہ پائین گی جو اس دادا کے اوپر اُسکے واسطہ سے ہین اور وہ جدات جو اُسکے قبل کی ہین (بشمول اس دادا کی بیوی کے) اور نانہیالی جدّات سب وہی سدس حصہ پائین گی مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے دادا کا باپ (اب اب الاب) اور دادا کی مان (ام اب الاب) اور باپ کی نانی (ام ام الاب) کو چھوڑا تو دادا کی مان اور باپ کی نانی سُدس حصہ مین شریک ہون گی۔

(۶) میّت سے نزدیک تر جدہ (دادھیالی ہو یا نانہیالی) تمام اُن جدات کو مجوب کردیگی جو اُس سے زیادہ دور درجہ پر ہون (ابویات ہون یا امویات) عام اس سے کہ یہ نزدیک والی جدہ اس ترکہ سے حصہ پانیوالی ہو یا نہو (یعنی مجوب ہو) مثلاً ایک شخص مرا اُس نے اپنا باپ اور دادی (ام الاب) اور مان کی نانی (ام ام الام) ورثا مین چھوڑی تو ام ام الام جو ایک درجہ دور ہے ام الاب (جو نزدیک تر ہے) کی وجہ سے مجوب ہوگئی باوجود اسکے کہ یہ دادی (ام الاب) بوجہ اب (باپ) کی موجودگی کے خود مجوب ہے اور حصہ نہین پاتی ہے،

(۷) اگر کوئی دادی کئی رشتون سے میّت کی جدۂ صحیحہ ہوتی ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک ہر رشتہ کا اُسکو حصّہ ملیگا، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسکو ایک ہی حصّہ ملے گا یعنی امام محمدؒ رشتہ کے حساب سے اور امام ابو یوسفؒ ذات کے لحاظ سے حصّہ

دلواتے ہین، مثلاً زید مرا اور اُس نے اپنے باپ کی نانی مسماۃ ہندہ اور اپنے باپ کی دادی مسماۃ خالدہ اور اپنے مان کی نانی وہی مسماۃ خالدہ چھوڑی تو اب مسماۃ ہندہ صرف ایک رشتہ سے اور مسماۃ خالدہ دو رشتون سے (ایک تو ام اب الاب اور دوسرے ام ام الام) جدۂ صحیحہ ہوتی ہے اور میت سے سب تیسرے درجہ پر ہین لہذا سدس حصہ مین برابر کی شریک ہین تو امام محمدؒ کے نزدیک مسماۃ خالدہ کو دو حصے ملین گے کیونکہ اُسکے ساتھ دو رشتہ ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک ہی حصہ ملے گا کیونکہ شخص تو ایک ہی ہے۔ گویا امام محمدؒ کے نزدیک اُس سدس حصہ کے تین حصے کیے جائین گے جسمین سے ایک ہندہ کو اور دو خالدہ کو دیے جائینگے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سدس حصے کے دو حصے کیے جائین گے ایک ہندہ کو اور ایک خالدہ کو ملے گا



اسی طرح سے اگر کوئی دادی یا نانی تین رشتون سے جدۂ صحیحہ ہوتی ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک وہ تین حصے پاوے گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ بہرحال ایک ہی حصہ پاوے گی۔

عصبات مین تقسیم جیساکہ شروع مین بیان ہو چکا ہے کہ عصبات دو طرح کے ہوتے ہین ایک نسبیہ اور ایک سببیہ اور پھر عصبہ نسبیہ کی تین قسمین ہین عصبہ بنفسہ

عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ اور اُن سب کی تعریفین لکھی جاچکی ہین اب معلوم کرنا چاہیے
کہ عصبہ بنفسہ چار صنفون پر منقسم ہین جو درج ذیل ہین ان مین پہلے صنف کے عصبات
بقیہ اصناف کے عصبات کو محجوب کردیتے ہین اور دوسرے صنف والے عصبات تیسرے
اور چوتھے صنف والے عصبات کو محجوب کردیتے ہین اسی طور سے تیسرے صنف والے
عصبات چوتھے صنف والے عصبات کو محجوب کردیتے ہین، اگر تیسرے صنف والے
عصبات بھی موجود نہون تو چوتھے صنف والے عصبات بقیہ بعد ذوی الفروض کل
ترکے کے مستحق ہونگے،

صنف اول۔ میّت کے جزو یعنی بیٹے (ابن)، پوتے (ابن الابن)، پر پوتے
(ابن ابن الابن)، اور اُسکے نیچے درجہ کے مرد۔

صنف ثانی۔ میّت کے اصول یعنی باپ (اب)، دادا (اب الاب)، پردادا
(اب اب الاب)، اور اُس سے اوپر درجے کے دادا۔

صنف ثالث۔ میّت کے باپ کے جزو یعنی میت کے بھائی (اخ)، بھتیجے
(ابن الاخ)، بھائی کے پوتے (ابن ابن الاخ) اور اُسکے نیچے کے مرد، اخیافی بھائی
(اخ لام) عصبہ نہین ہوتے ہین۔

صنف رابع۔ میّت کے دادا (اب الاب) کے جزو یعنی میت کے چچا (عم)،
چچا زاد بھائی (ابن العم) اور چچا کے پوتے (ابن ابن العم)، پر پوتے وغیرہ چاہے
کسی قدر نیچے درجہ پر ہون اور اسی طور سے پردادا (اب اب الاب) کے بیٹے پوتے
اور نیچے درجہ کے مرد اور اسی طرح سے اور اوپر درجہ کے جد صحیح کی اولاد اسی صنف
مین داخل ہے، اخیافی چچا اور اُن کی اولاد اسمین شامل نہین ہے،

عصبات کے مندرجہ بالا چار اصناف مین ہمیشہ ذیل کے دو کلیہ قاعدون
کے ماتحت وراثت جاری ہوتی ہے،

(۱) الاقرب فالاقرب۔ یعنی جس صنف مین جو شخص میت سے درجہ مین قریب ہوگا وہ بعید درجہ والے کو محجوب کردے گا۔ مثلاً صنف ثالث مین اگر میت کے ایک بھائی کا لڑکا ہو اور میت کے دوسرے بھائی کا پوتا ہو تو بھائی کا لڑکا (ابن الاخ) عصوبتہ کا حصہ پائے گا اور دوسرے بھائی کا پوتا (ابن ابن الاخ) محجوب ہوگا۔ اور اسی طور سے صنف اول مین اگر میّت کا بیٹا اور پوتا ہو تو لڑکا (ابن) عصوبتہ کا حصہ پائے گا اور پوتا (ابن الابن) محجوب ہوگا،

(۲) درصورت تساوی درجات قوت قرابت کی وجہ سے ترجیح ہوگی یعنی اگر کسی صنف مین عصبات میّت سے برابر درجات پر ہون تو پھر سگا (لاب وام) مقدم ہوگا سوتیلے (لاب) پر مثلاً صنف ثالث مین اگر میت کے سگے بھائی (اخ لاب وام) اور سوتیلے بھائی (اخ لاب) موجود ہون تو اخ لاب (سوتیلا بھائی) محجوب ہوگا۔ اسی طور سے اگر میت کے سگے چچا کا لڑکا (ابن العم لاب وام) اور میّت کے سوتیلے چچا کا لڑکا (ابن العم لاب) ہو تو سگے چچا کا لڑکا عصوبتہ کا حصہ پائے گا اور سوتیلے چچا کا لڑکا محجوب ہوگا۔ اور اسی طور سے سگی بہن (اخت لاب وام) جبکہ بیٹی کے ساتھ عصبہ ہوجائے سوتیلے بھائی (اخ لاب) کو محجوب کردے گی اگر کئی عصبات درجہ اور قوت قرابت مین برابر ہون تو عصوبتہ کا حصہ سب پر برابر تقسیم ہوگا۔ مثلاً میّت کے دو سگے چچا تھے ایک چچا کے دو لڑکے اور ایک چچا کے تین لڑکے ہین تو عصوبتہ کا حصہ پانچ جگہ برابر تقسیم ہوگا۔

عصبہ بغیرہ۔ اس قسم کی عصبات مین صرف وہی چار عورتین ہین جنکا حصہ قرآن پاک مین اگر ایک ہو تو نصف اور اگر دو ہون یا زیادہ تو دو ثلث مقرر ہے اور وہ (۱) میت کی لڑکی (بنت) (۲) میت کی پوتی (بنت الابن) پرپوتی وغیرہ (۳) میت کی سگی بہن (اخت لاب وام) (۴) میت کی سوتیلی بہن (اخت لاب) ہین

پس ان چارون مین سے جس کسی کے ساتھ اُس کا بھائی ہو تو وہ عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہے اور اُسوقت اُس عورت کو حصہ مقررہ نہین دیا جاتا ہی بلکہ ہر عورت کو اپنے بھائی کا آدھا حصہ ملتا ہی بموجب قاعدہ للذکر مثل حظ الانثیین عمل ہوتا ہے۔ پوتیان اور پرپوتیان اپنے بھائی اور اپنے درجہ کے برابر کے چچازاد بھائی سے بھی عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہین جیسا کہ اُن کی حالت مین بصورت مسئلہ تشبیب ظاہر کر دیا گیا ہے،

اس مقام پر یہ بات اچھی طور سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہر عصبہ بنفسہ کی بہن عصبہ بغیرہ نہین ہو جاتی ہے بلکہ صرف وہی عورت اپنے بھائی عصبہ بنفسہ کے ساتھ عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہے جو کہ ذوی الفروض مین سے بھی ہو ایسی عورتین صرف چار ہین جنکا ذکر اوپر گذرا ہے کیونکہ جو اور ذوی الفروض عورتین ہین اُن کے بھائی عصبہ بنفسہ نہین ہین اور اُن چارون عورتون کے بھائیون کے علاوہ جو مرد عصبہ بنفسہ ہین اُن کی بہنین ذوی الفروض نہین ہین، مثلاً پھوپھی (اخت الاب) یا بھتیجی (بنت الاخ) جو ذوی الفروض مین سے نہین عصبہ بغیرہ نہین ہو سکتی ہین حالانکہ اُنکے بھائی (عم) چچا اور (ابن الاخ) بھتیجا دونون عصبہ بنفسہ ہین۔ اسی طور سے اخیافی بہن (اخت لام) جو ذوی الفروض مین سے ہی عصبہ بغیرہ نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اُس کا بھائی (اخ لام) عصبہ بنفسہ نہین ہے،

عصبہ مع غیرہ اس قسم کے عصبات صرف دو ہین:۔ (۱) میت کی سگی بہن (اخت لاب وام) اور (۲) میت کی سوتیلی بہن (اخت لاب) یہ دونون اُسوقت عصوبتہ کا حصہ پاتی ہین جبکہ یہ ہون اور میت کی لڑکی لڑکیان یا پوتی پوتیان یا اور نیچے درجہ کی اولاد اُناث مین سے کوئی ہو اور اِن بہنون اور لڑکیون کے ساتھ اُن کا بھائی یا میّت کا باپ نہو۔ یہ بہنین کسی مرد کی وجہ سے عصبہ نہین ہوتی ہین بلکہ لڑکیون یا

پوتیون کے ساتھ جمع ہوجانے سے عصبہ ہوجاتی ہین اور اس صورت مین لڑکیان اور پوتیان اپنا حصہ مقررہ لے لیتی ہین اور جو کچھ ان کے اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ کے بعد باقی بچتا ہے وہ عصوبۃً یہ باقی ہین اور اس صورت مین ان بہنون کو اپنا حصہ مقررہ نہین ملتا ہے۔ اگر بہنون کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے تو وہ سب اس حصہ عصوبتہ مین برابر کی شریک ہوتی ہین،

سگی بہن جبکہ عصبہ ہوجاتی ہے تو وہ سوتیلے (علاتی) بھائی بہنون کو عصوبت و فرضیت سے محجوب کردیتی ہے،

عصبہ سببیہ | اوپر جتنے عصبات کا بیان ہوا ہے وہ سب میت کے خاندان والے لوگ تھے اسی وجہ سے وہ نسبیہ کہلاتے ہین اگر عصبات نسبیہ کسی میّت کے نہون تو ذوی الفروض سے بچا ہوا حصہ یا کل ترکہ عصبہ سببیہ کو ملے گا مگر چونکہ شرعی غلام اور لونڈی کا کسی مقام پر وجود باقی نہین رہا ہے لہذا ہمارے زمانہ مین عصبہ نسبیہ کے عدم موجودگی مین ذوی الفروض نسبیہ پر رد کردی جائیگی اگر وہ نہون تو ترکہ ذوی الارحام کو ملے گا۔ عصبہ سببیہ مین مولی العتاقہ، عصبات سببیہ مولی العتاقہ عصبات سببیہ مولی العتاقہ داخل ہین یعنی مولی العتاقہ خود مقدم ہے اگر وہ نہو تو اُسکے عصبات بنفسہ اور اگر وہ بھی نہون تو اُسکے عصبات سببیہ حصہ پائینگے،

مولی العتاقہ | اس مرد یا عورت کو کہتے ہین جس نے کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کیا ہو۔ تو یہ آزاد کرنیوالا مولی العتاقہ ہوگا۔ چونکہ یہ آزاد کرنیوالا مالک اپنے غلام کو ایک قِسم کی نئی زندگی بخشتا ہے اس لیے شارع علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جبکہ کسی میّت کے (جو سابق مین غلام تھا) وہ ورثا جنکی وراثت قرآن پاک سے ثابت ہے (جو صرف ذوی الفروض اور عصبات نسبیہ مین زندہ نہون) تو ذوی الارحام اور دیگر اشخاص سے مولی العتاقہ مقدم ہوگا کیونکہ یہی وہ شخص ہے جو کہ باعث ہوا تھا کہ میت مین مال

حاصل کرنے اور ملکیت مین رکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاے۔ شرعاً غلام کو ولایت مال حاصل نہین ہوتی ہی جو کچھ غلام مال حاصل کرتا ہے یا مالی معاہدات کرتا ہے وہ سب مالک کی طرف رجوع کر جاتے ہین غلام کا کوئی حق نہین رہتا ہے سب غلام کے مالک کی ملکیت ہو جاتی ہے پس جب مالک اپنے غلام کو آزاد کرتا ہے تو گویا وہ اپنا کثیر حصہ مال غلام کو عطا کرتا ہے اسی لیے اس بڑے احسان کے بدلے مین شرع نے آزاد کیے ہوے غلام کے ترکہ مین اُسکے مالک آزاد کرنیوالے کا بھی حصہ کہا ہی،

اگر میت آزاد شدہ کا مولی العتاقہ زندہ نہو تو پھر مولی العتاقہ کے عصبات نسبیہ کے صرف مردون کو الاقرب فالاقرب کا لحاظ کرتے ہوے ترکہ دیا جائیگا یعنی مولی العتاقہ کی عصبات نسبیہ کے صنف مین عصبات بغیرہ و عصبات مع غیرہ کو کچھ حصہ نہین دیا جائیگا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لیس للنساء من الولاء الا ما اعتقن او اعتق ما اعتقن الخ پس عورت اگر خود مولی العتاقہ ہو یا مولی العتاقہ کی مولی العتاقہ ہو یا ولا کی اپنی طرف کھینچنے والی ہو تو حصہ پاے گی ورنہ نہین پاے گی اگر مولی العتاقہ کے عصبہ بنفسہ بھی نہون تو پھر میت آزاد شدہ کا ترکہ مولی العتاقہ کے مولی العتاقہ کو ملے گا۔

مولی العتاقہ کا مولی العتاقہ وہ مرد یا عورت ہے جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو اور اُس آزاد شدہ غلام نے کسی غلام یا لونڈی کی ملکیت حاصل کرکے اپنے غلام یا لونڈی کو آزاد کیا ہو۔ مثلاً زید نے اپنے غلام بکر کو آزاد کیا پھر بکر نے ایک غلام خالد خریدا اور آزاد کیا تو زید خالد کے مولی العتاقہ کا مولی العتاقہ ہوا۔

جرِّ ولاء جو حقوق آزاد کرنے والے (معتِق) کو اپنے آزاد شدہ غلام (معتَق) پر حاصل ہوتے ہین اُسکو کھینچکر لانا جرّ ولاء کہلاتا ہے اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ کسی مالک آزاد کرنے والے کے حقوق جو کسی دوسری طرف منتقل ہو گیے ہون اسکو اپنے طرف واپس لانا یا اپنے معتَق کے حقوق کو واپس لاکر خود اپنے کو پہونچانا

اسکی صورت یہ ہے۔ مثلاً ہندہ کا ایک غلام زید تھا اور دوسرے شخص بکر کی ایک لونڈی زبیدہ تھی۔ زید اور زبیدہ کی شادی (نکاح) دونون کے مالکون کی اجازت سے ہوگئی۔ اور ان دونون لونڈی اور غلام سے ایک لڑکا مسمی خالد پیدا ہوا۔ پھر بکر نے اپنی لونڈی زبیدہ کو آزاد کردیا پس زبیدہ کا حق ولا بکر کو پہونچا اب چونکہ لڑکا حریت اور مذہبیت مین خیر الابوین کے تابع ہوتا ہے یعنی مان اور باپ مین جو کوئی آزاد ہوگا لڑکا بھی اُسی کے تحت مین آزاد سمجھا جاوے گا ایسے ہی مان باپ مین جو کوئی مسلمان ہوگا نابالغ لڑکا بھی اُسکے تحت مین مسلمان سمجھا جائیگا پس جب زبیدہ آزاد ہوگئی تو اُسی کے تحت مین اُس کا لڑکا خالد بھی آزاد سمجھا جاوے گا اور چونکہ زبیدہ کی ولاء بکر کو حاصل ہے تو خالد کی ولاء بھی بکر کو حاصل ہوگئی۔ اب اُسکے بعد ہندہ نے اپنے غلام زید کو آزاد کردیا اور زید کی ولاء ہندہ کو ملی اب چونکہ خالد کے مان و باپ دونون آزاد ہین اس لیے بموجب قاعدہ عمومی کہ لڑکا اپنے باپ کے تابع ہوتا ہے خالد زید کے تبعیت مین ہوگیا اور مان کی تبعیت سے نکل گیا لہذا اب خالد کی ولاء بھی مان کے آزاد کرنے والے سے نکل کر باپ کے آزاد کرنیوالون کی طرف چلی گئی گویا ہندہ نے خالد کی ولاء کو بکر سے بذریعہ زید واپس حاصل کرلی۔

مندرجہ بالا مثال مین اگر یہ فرض کرلیا جاوے کہ ہندہ سابق مین خود عمرو کی لونڈی تھی اور عمرو نے اُسکو آزاد کردیا تھا اُسکے بعد یہ سب واقعہ مذکورہ ظہور پذیر ہوا تو معتق کے معتق کی جر ولاء کی مثال ہوجاوے گی یعنی عمرو بذریعہ ہندہ کے اس ولاء کو پاوے گا جو ہندہ نے بکر سے واپس لی تھی۔

مولی العتاقہ کے عصبات بنفسہ مین سابق کے قواعد مذکورہ کے بموجب وراثت جاری ہوگی یعنی جزء معتق مقدم ہوگا اصل معتق پر اور اصل معتق مقدم ہوگا جزء اب معتق پر اور جزء اب معتق مقدم ہوگا جزء جد معتق پر البتہ جبکہ معتق کا باپ اور معتق کا بیٹا دونون زندہ

ہون تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بوجب قواعد عمومی تمام ولا معتق کے بیٹے کو ملے گی اور معتق کا باپ محجوب ہوگا مگر امام ابویوسفؒ کے نزدیک ولاء کا سدس حصہ معتق کے باپ کو ملے گا اور باقی ولاء معتق کے بیٹے کو دیجائے گی اور اگر بجاے باپ کے معتق کا دادا اور معتق کا بیٹا زندہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ دونون کے نزدیک تمام ولاء بیٹے کو ملے گی اور دادا محجوب ہوگا۔

اگر کوئی مرد یا عورت اُس غلام یا لونڈی کو خریدے جو خریدار کا ذی رحم محرم ہو یعنی ایسا عزیز قریب ہو جسکے ساتھ شرع شریف نے نکاح حرام کیا ہو (جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن، بھتیجے، پھوپھی و چچا وغیرہ) تو خرید کرتے ہی ایسا غلام خودبخود آزاد ہو جاتا ہے اور اسکی حق ولاء خریدنے والے کو ملتی ہے۔ مثلاً چار سگی بہنین ہین اُس مین سے دو بہنون ہندہ اور زبیدہ نے اپنے غلام باپ کو خریدا فی الفور اس خریداری کے وہ باپ آزاد ہو گیا اب جبکہ باپ مرا تو اُسکے ترکہ مین سے دو ثلث چار بہنون پر بہ حیثیت ذوی الفروض تقسیم ہوگا اور باقی ایک ثلث عصبات کا حق ہے مگر چونکہ عصبات نسبیہ نہین ہین تو میت کے مولی العتاقہ کو ملے گا اور وہ زبیدہ و ہندہ ہین لہذا ایک ثلث ان دونون کو عصوبتاً دیا جائے گا۔

ذوالرحم محرم | باعتبار نسب کے رشتہ داری تین طرح کی ہوتی ہے:۔

(۱) قرابت قریبہ جسمین اصول و فروع داخل ہین یعنی اپنی اولاد (ذکور و اناث) اور اولاد کی اولاد آخر تک اور ماں اور باپ اور ان دونون کے ماں اور باپ اور دادا دادی اور نانا نانی وغیرہ اوپر تک

(۲) قرابت متوسطہ۔ جسمین اپنے بھائی بہن اور ان کی اولاد نیچے تک اور اپنے اور اپنے اصول کے صرف چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ شامل ہین اور چچا اور ماموں وغیرہ کی اولاد شامل نہین ہے،

(۳) قرابت بعیدہ۔ جسمین اپنے اور اپنے اصول کے چچا پھوپھی ماموں، خالہ وغیرہ کی اولاد خواہ وہ کتنے ہی نیچے درجے کی ہو اور تمام دیگر اعزا جو علاوہ قریبہ اور متوسطہ کے ہین شامل ہین۔

مندرجہ بالا قرابتون مین صرف قریبہ و متوسطہ والے ذارحم محرم کہلاتے ہین پس یہی دو قرابت والے ایسے ہین کہ جن کے ساتھ نکاح نہین جائز ہو اور جب کوئی شخص اپنے ایسے قرابت والے اعزہ مین سے کسی کا مالک ہو جائے تو وہ عزیز فوراً آزاد ہو جائے گا۔

قرابت بعیدہ والے اعزہ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے اور اگر اُن مین سے کوئی عزیز غلامی مین آجائے تو آزاد نہو گا۔ عصبات سببیہ مین جہان کہین لونڈی اور غلام کا تذکرہ آیا ہے اُس سے مراد ہر قسم کی لونڈی اور غلام ہین خواہ وہ (قن کامل) ہون یا مدبر ہون یا مکاتب ہون۔

حجب جب کوئی وارث محض کسی دوسرے کی موجودگی کی وجہ سے اپنے مستحقہ حصہ کے کُل یا جزو کے پانے سے روکا جاوے تو اُسکو حجب کہتے ہین اور نہ پانیوالے یا کم پانے والے وارث کو محجوب اور جس وارث کی وجہ سے نہ پایا ہو یا کمی ہوئی ہو اسکو حاجب کہتے ہین۔ مثلاً میّت کے باپ کی موجودگی مین دادا کچھ نہین پاتا ہے تو باپ حاجب اور دادا محجوب کہلائیگا۔ اسی طور سے میت کی اولاد کی موجودگی کی وجہ سے میّت کی زوجہ کا حصہ ربع سے گھٹ کر ثمن رہ جاتا ہے تو اولاد حاجب اور زوجہ محجوب ہوئی۔

محجوب بالکلیہ و محروم کا فرق ۔ محجوب وارث ہونیکی صلاحیت رکھتا ہے اور واقعی وارث ہے مگر اسکو اُس کا حصّہ نہین دیا جاتا ہے اسوجہ سے کہ اسی کا ایسا ایک وارث درجے مین میت سے زیادہ قریب زندہ موجود ہے اور محروم میت کا وہ

عزیز ہی جو وارث ہونے کی صلاحیت ہی نہین رکھتا ہے یعنی ممنوع الارث ہے مثلاً غیر مسلم و قاتل وغیرہ۔

حجب کی دو قسمین ہین (۱) حجب حرمان۔ (۲) حجب نقصان۔

جب کوئی وارث اپنے مستحقہ حصے سے بالکلیہ روک دیا جاے اور کچھ نہ پاے اسکو حجب حرمان کہتے ہین۔

جب کوئی وارث اپنے مستحقہ حصہ کے کسی جزو سے روک دیا جاے اور کچھ جزو حصہ پائے اسکو حجب نقصان کہتے ہین،

حجب کی مندرجہ بالا دونون قسمون کے لحاظ سے ورثا کی تین تقسیمین ہین :۔

(۱) وہ ورثا جنکو کسی قسم کا حجب لاحق نہین ہوتا ہے اور وہ تین ہین (۱) باپ (۲) بیٹا (۳) بیٹی۔

(۲) وہ ورثا جنکو صرف حجب نقصان لاحق ہوتا ہے حجب حرمان نہین لاحق ہوتا ہے وہ بھی تین ہین (۱) مان (۲) زوج (۳) زوجہ۔

(۳) وہ ورثا جنکو دونون قسم کا حجب لاحق ہوتا ہے وہ پوتا پوتی جد، جدہ، بھائی، بہن اور باقی تمام دیگر اعزہ علاوہ مندرجہ دفعہ ۱ و دفعہ ۲ کے

مندرجہ بالا ورثا مین سے نمبر ۳ والے ورثا رجو کبھی حصہ پاتے ہین اور کبھی نہین ان کے حصہ پانے یا نہ پانے کا حال معلوم کرنے کے لیے ذیل کے دو قاعدے بنا لے گئے ہین جن مین سے کسی ایک کا پایا جانا کافی ہے،

(۱) جو شخص کسی واسطہ (میّت اور وارث مفروضہ کے درمیان کا شخص) کی وجہ سے حصہ پاتا ہے تو اگر وہ واسطہ والا (درمیانی شخص خود موجود ہو گا تو پھر یہ شخص (جو اس واسطہ کی وجہ سے میت کے ساتھ نسبت رکھتا ہے) حصہ نہ پاے گا۔ مثلاً پوتا (ابن الابن) کچھ حصہ نہ پاے گا جبکہ میّت کا بیٹا (ابن) جو پوتے کا باپ ہے موجود ہے اسی طور سے

میت کا دادا حصہ نہ پاے گا جبکہ میّت کا باپ زندہ ہو۔ اسی طرح سے میّت کی نانی (ام الام) محجوب ہوگی جبکہ میت کی ماں (ام) خود موجود ہوگی۔

اس قاعدہ کلیہ سے صرف اولاد ام مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ باوجودیکہ میت کی ماں کے وجہ سے میت کے ساتھ قرابت رکھتی ہے مگر پھربھی ماں کی موجودگی مین وہ حصہ پاتی ہے حالانکہ بموجب قاعدہ کلیہ مندرجۂ بالا اوسکو محجوب ہونا چاہیے تھا اسکی وجہ یہ ہے کہ اولاد ام کو جو حصہ ملتا ہے وہ اخوۃ کا ہے اور ماں کو جو حصہ ملتا ہے وہ امومت کا اور یہ قاعدہ کلیہ اُنھین ورثا پر جاری ہوتا ہو جو کہ ایک ہی قسم کے حصہ پانے والے ہوتے ہین یعنی جبکہ واسطہ اور ذی واسطہ ایک ہی قسم کے حصہ کے مستحق ہون جیسے بیٹا اور پوتا جو کہ ابنیت کا حصہ پاتے ہین۔ یا باپ اور دادا جو ابوت کا حصّہ پاتے ہین۔ یا ماں اور دادی اور نانی جو امومۃ کا حصہ پاتی ہین۔ یا تینون قسم کے بھائی اور چچا جو اخوۃ کا حصہ پاتے ہین تو جب بیٹا یا باپ یا ماں یا بھائی زندہ موجود ہونگے تو پوتا یا دادا یا دادی اور نانی یا چچا محجوب ہونگے،

(۲) الاقرب فالاقرب، یعنی جو شخص میت سے بلحاظ درجے کے زیادہ قربت رکھے گا وہ اُس شخص کو محجوب کردے گا جو میّت سے بلحاظ درجے کے اُس سے دور ہے مثلاً میّت کا بھائی اگر زندہ ہے تو میّت کا چچا محجوب ہوگا کیونکہ میت سے میت کے بھائی تک صرف ایک واسطہ ہے اِس طور سے کہ بھائی میّت کے باپ کا لڑکا ہے (ابن الاب) اور میت سے میت کے چچا تک دو واسطے ہین اس طور سے کہ وہ میت کے باپ کے باپ کا لڑکا ہو (ابن اب الاب) تو ایک درجہ والا وارث میت سے زیادہ قریب ہے به نسبت دو درجہ والے وارث کے پس بھائی حصہ پائیگا اور چچا محجوب ہوگا،

یہ قاعدہ کلیہ (الاقرب فالاقرب) عصبات ذوی الفروض اور ذوی الارحام سبھون نافذ ہوتا ہو جو شخص خود وراثت سے محروم ہو وہ دوسرے ورثا کا حاجب نہین

ہو سکتا ہے البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم صرف حجب نقصان
کرتا ہے لیکن حجب حرمان اُن کے نزدیک بھی نہین کرتا ہے مثلاً میّت کے کافر
یا قاتل لڑکے کی موجودگی مین میت کی مان کو بدستور اُس کا فرض ایک ثلث ملیگا
اور محروم لڑکا کالعدم سمجھا جائیگا۔ مگر حضرت امام ابن مسعودؓ کے نزدیک اس صورت مین
میت کی مان کو سدس (۱/۶) حصہ ملیگا انھون نے ان کے حصہ کو ثلث سے گھٹا کر
سدس کر دیا جیسا کہ دیگر لڑکون کی موجودگی مین ہوا کرتا ہے تو ہمارے نزدیک محروم نے
حجب نقصان نہین کیا اور اُن کے نزدیک حجب نقصان کیا۔ البتہ اگر میت کا کافر لڑکا
اور میّت کا مسلم پوتا ہو تو ہم دونون کے نزدیک پوتے کو تمال و کمال ترکہ ملے گا محروم
لڑکا کوئی اثر نہ کرے گا تو احناف اور حضرت ابن مسعودؓ اس پر متفق ہین کہ محروم حجب
حرمان نہین کرتا ہے،

جو شخص کسی نزدیکی وارث کی وجہ سے خود محجوب ہو وہ سب کے نزدیک دیگر ورثاء
کو حجب نقصان اور حجب حرمان دونون کرتا ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے اپنے
دو بھائی اور اپنے مان و باپ چھوڑے تو اس صورت مین میت کی مان کو بجاے ایک
ثلث حصہ کے سدس ہی دیا جائیگا جیسا کہ میت کے دو بھائیون کی موجودگی مین ہوتا
ہے گو وہ دونون بھائی اس مسئلہ مین خود بوجہ میت کے باپ کے محجوب ہین اور کچھ حصہ
نہین پاتے ہین۔

کسور اگر کسی مقدار مین صرف پوری پوری اکائیان ہون تو اُس کی قیمت شماری کو
عدد صحیح کہتے ہین۔ مثلاً ۹ و ۱۲ و ۲۴ و ۱۳ وغیرہ۔ اگر کسی مقدار مین اکائی کے ایک یا
زیادہ برابر حصے شامل ہون تو اُس کی قیمت شماری کو کسر کہتے ہین مثلاً $\frac{۳}{۴}$ و $\frac{۵}{۸}$ ۱ و
$\frac{۱۱۲}{۳۹۹}$ وغیرہ۔ حصون کی وہ تعداد جنمین اکائی تقسیم ہوتی ہے کسر کی نسب نما یا مخرج
کہلاتی ہے مثلاً $\frac{۲}{۵}$ مین عدد ۵ مخرج ہے، ایسے حصون کی تعداد جن سے کہ مقدار

کسری بنی ہے کسر کا شمار کنندہ یا کسر نما کہلاتی ہے مثلاً $\frac{7}{8}$ مین عدد ۷ کسر نما ہے کسر سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اوپر کا عدد نیچے کے عدد سے تقسیم کیا ہوا ہے اسی لیے کسر کے پڑھنے مین یہ کہتے ہین کہ اوپر کا عدد بٹا ہوا نیچے کے عدد سے ہے مثلاً $\frac{3}{4}$ کا مطلب یہ ہے کہ عدد ۳ عدد ۴ سے تقسیم کیا ہوا اسی لیے اس کو تین بٹا چار پڑھتے ہین اور لکھنے مین تقسیم ہونے والے عدد ۳ کو اوپر لکھا ہے اور جس عدد سے تقسیم ہوا ہے یعنی ۴ اسکو نیچے لکھتے ہین اور درمیان مین ایک لکیر کھینچ دیتے ہین یہ لکیر تقسیم کی علامت ہے،

اگر کسی کسر کے اوپر اور نیچے والے عدد (کسر نما و مخرج) مین سے ہر ایک کو کسی ایک ہی سے ضرب کرین یا تقسیم کرین تو کسر کی قیمت مین کچھ تبدیلی نہین واقع ہوگی مثلاً $\frac{2}{3}$ کو اوپر اور نیچے ۸ سے ضرب دین تو $\frac{16}{24}$ حاصل ہونگے۔ اسی طور سے $\frac{12}{16}$ کو اوپر و نیچے ۴ سے تقسیم کرین تو حاصل $\frac{3}{4}$ ہوگا تو ہر دو صورت مین کسر کی مقدار مین کوئی فرق نہوا، کیونکہ جو نسبت اوپر کے عدد کو نیچے کے عدد کے ساتھ پہلے تھی وہی ضرب اور تقسیم کے بعد بھی باقی رہی۔

کسر کی دو قسمین ہین:- (۱) کسر مفرد (۲) کسر مرکب۔

کسر مفرد وہ کسر ہے جسمین کہ کسر کے ساتھ کوئی عدد صحیح نہ ہو۔ مثلاً $\frac{4}{5}$ و $\frac{8}{9}$ و $\frac{119}{108}$ وغیرہ۔

کسر مرکب وہ مخلوط کسر ہے جسمین کہ کسر کے ساتھ عدد صحیح بھی ہو مثلاً $3\frac{2}{8}$ و $25\frac{18}{99}$ و $209\frac{11}{12}$ وغیرہ۔

تحویل کسر مرکب:- اگر کسی کسر مرکب کو کسر مفرد کی صورت مین لانا ہو تو اُس کا طریقہ یہ ہے کہ عدد صحیح کو (جو کسر کی داہنے جانب لکھا ہوتا ہے) کسر مفرد کے نیچے والے عدد (مخرج) سے ضرب کرین اور اُس حاصل ضرب مین اوپر کا عدد (کسر نما) کو جمع کرین اس

حاصل جمع کو اوپر رکھیں یعنی کسر نما بنا دیں اور نیچے کا عدد (مخرج) وہی رہنے دیں جو پہلے تھا۔ مثلاً ۳ ۲/۵ کسر مرکب ہے اسکو کسر مفرد میں لانا ہے پس تین کو پانچ سے ضرب دیا پندرہ ہوئے اسمیں دو جوڑے سترہ ہوئے تو جواب سترہ بٹا پانچ ہوا (۱۷/۵) اس کسر کا مخرج وہی پانچ رہا جو پہلے تھا۔

کسر مفرد کی دو قسمیں ہیں:- (۱) کسر واجب (۲) کسر غیر واجب

اگر کسی کسر مفرد کا اوپر والا عدد (کسر نما) نیچے والے عدد (مخرج) سے چھوٹا ہو تو اسکو کسر واجب کہتے ہیں مثلاً ۲/۵ و ۷/۱۵ وغیرہ۔

اگر کسر مفرد کا اوپر والا عدد اپنے مخرج سے بڑا ہو تو اس کسر کو کسر غیر واجب کہتے ہیں مثلاً ۱۷/۵ و ۳۷/۱۱ و ۹۷/۲۴ وغیرہ

اگر کسی کسر مفرد کو جو کسر غیر واجب ہے کسر مرکب میں لانا ہو تو اوپر والے عدد کو نیچے والے عدد (مخرج) سے تقسیم کریں جو خارج قسمت آئے گا وہ عدد صحیح لکھا جائے گا اور جو عدد باقی بچا ہے اسکو کسر نما اور نیچے کا عدد جو تقسیم کرنے والا ہے وہ بدستور اس کسر کا بھی مخرج رہیگا، مثلاً ۱۳/۵ جب ۱۳ کو ۵ سے تقسیم کیا تو خارج قسمت ۲ ہوا یہ عدد صحیح ہوا اور ۳ جو باقی بچا وہ کسر نما اور تقسیم کنندہ ۵ بدستور مخرج رہا ۵) ۱۳ (۲
۱۰
۳

جواب ۲ ۳/۵ ہوا۔

ہم مخرج کسور دو یا زیادہ کسریں بلا تبدیلی قیمت ایسے کسور میں لائی جا سکتی ہیں جنکے مخارج یکساں ہوں۔ ان کسروں کے ہم مخرج کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دی ہوئی کسروں کے مخارج کا ذو اضعاف اقل نکال لیا جائے اسکے بعد ہر کسر کے مخرج سے اس مشترک ذو اضعاف اقل کو تقسیم کریں جو جواب آئے اسکو اوپر کے عدد (یعنی ہر کسر کے کسر نما) سے ضرب کریں مثلاً ۲/۹ و ۵/۱۲ و ۳/۱۰ کو ہم مخرج کرنا ہے مخارج ۹ و ۱۲ و ۱۰ کا مشترک ذو اضعاف اقل ۱۸۰ ہوا

۲ | ۹ و ۱۲ و ۱۰
۳ | ۹ و ۶ و ۵
۳ و ۲ و ۵

۲×۲×۳×۵×۲×۳ = ۱۸۰ اب ۱۸۰ کو ۹ سے

تقسیم کیا ۲۰ ہوا اُسکو ۲ سے ضرب کیا تو ۴۰ ہوا اب یہ عدد $\frac{۴۰}{۱۸۰}$ ہوا پھر ۱۸۰ کو ۱۲ سے تقسیم کیا اور ۵ سے ضرب دیا ۷۵ ہوا اب یہ کسر $\frac{۷۵}{۱۸۰}$ ہوئی پھر ۱۸۰ کو ۱۰ سے تقسیم کیا اور ۳ سے ضرب دیا ۵۴ ہوا اور یہ کسر $\frac{۵۴}{۱۸۰}$ ہوئی اب ان تینون عددون کا جواب $\frac{۴۰}{۱۸۰}$ و $\frac{۷۵}{۱۸۰}$ و $\frac{۵۴}{۱۸۰}$ ہوا سب کے مخرج یکسان ہوگئے اور قیمت مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی۔

وہ کسرات جنکے مخرج یکسان ہون یعنی ہم مخرج ہون اُن مین وہ کسر بڑی ہے جسکے اوپر کا عدد (کسرنما) بڑا ہو مثلاً $\frac{۷}{۱۲}$ و $\frac{۵}{۱۲}$ مین $\frac{۷}{۱۲}$ بڑی کسر ہے اور $\frac{۵}{۱۲}$ چھوٹی ہے

وہ کسرات جنکے کسرنما (اوپر کے عدد) یکسان ہون اُن مین وہ کسر بڑی ہے جسکا نیچے کا عدد (مخرج) چھوٹا ہو، مثلاً $\frac{۵}{۳}$ و $\frac{۵}{۴}$ مین $\frac{۵}{۳}$ بڑی کسر ہے اور $\frac{۵}{۴}$ چھوٹی ہے،

مندرجۂ بالا بیان سے یہ ظاہر ہوا کہ مختلف قسم کے کسرات مین جب یہ دریافت کرنا ہو کہ کون سی کسر بڑی اور کون چھوٹی ہے تو پہلے ہم کو چاہیے کہ اگر کچھ کسور مرکب ہون اُن کو مفرد مین لے آئین اُسکے بعد سب کسور مفرد کو ہم مخرج کرلین جسکا طریقہ اوپر بیان کیا ہے اُسکے بعد جس کسر کا جدید کسرنما بڑا آئے وہ بڑا ہے جو اُس سے چھوٹا ہے وہ کسر چھوٹی ہے اسی طور سے ترتیب وار معلوم ہو سکتے ہین مثلاً $\frac{۵}{۶}$ و $\frac{۲}{۹}$ و $\frac{۷}{۱۲}$ مین دریافت کرنا ہے کون کسر سب سے بڑی اور کون سب سے چھوٹی ہے

۳ | ۶ و ۹ و ۱۲
۲ و ۳ و ۴ پس ۳×۴×۳ = ۳۶ مشترک ذو اضعاف اقل ہوا اب ہر کسر کے نیچے کے عدد سے اس ۳۶ کو تقسیم کرکے اور اوپر والے عدد سے ضرب دیکر $\frac{۳۰}{۳۶}$ و $\frac{۸}{۳۶}$ و $\frac{۲۱}{۳۶}$ ہم مخرج ہوئے اب اس مین $\frac{۳۰}{۳۶}$ سب سے بڑا اور $\frac{۲۱}{۳۶}$ اس سے چھوٹا اور $\frac{۸}{۳۶}$ سب سے چھوٹا ہے، لہٰذا اُن تینون کسرون مین $\frac{۵}{۶}$ سب سے بڑی اور $\frac{۲}{۹}$ سب سے چھوٹی

کسر ہوئی۔

اگر کسور کے ساتھ صرف عدد صحیح بھی ہو تو جسوقت ہم مخرج کرنا ہو تو عدد صحیح کے نیچے کا عدد ایک کو فرض کرلینگے اور عمل بدستور کرینگے۔ مثلاً $\frac{۳}{۴}$ و ۸ و $۲\frac{۱}{۶}$ کو ہم مخرج کرنا ہے تو اُس کو $\frac{۳}{۴}$ و $\frac{۸}{۱}$ و $\frac{۱۳}{۶}$ لکھینگے مشترک ذو ضعاف اقل ۴ و ۱ و ۶ کا ۱۲ ہوا تو $\frac{۹}{۱۲}$ و $\frac{۹۶}{۱۲}$ و $\frac{۲۶}{۱۲}$ کی صورت مین کسور ہم مخرج ہوئین۔

کسور کی جمع جب دو یا زیادہ کسرون کو جوڑنا ہو تو جو کسر مرکب ہو اسکو مفرد کرلو اور عدد صحیح کے نیچے ایک رکھکر ہم مخرج کرلو پس جو جدید کسر نما اوپر کے عدد حاصل آئین اُن کو جوڑ کر اوپر رکھو اور مشترک ذو ضعاف اقل کو مخرج کی جگہ پر رکھو جمع کی علامت یہ + ہے جو اعداد کے درمیان مین ہوتی ہے مثلاً $\frac{۲}{۳} + ۶ + ۱\frac{۵}{۹}$ یہ ہم مخرج اس صورت سے ہوئے $\frac{۶}{۹} + \frac{۵۴}{۹} + \frac{۱۴}{۹}$ اسکا جوڑ $\frac{۷۴}{۹}$ ہوا۔

کسر کی تفریق جب ایک کسر مین سے دوسری کسر کو یا عدد صحیح مین سے کسر کو باقی کرنا ہو تو دونون عددون کو ہم مخرج کرکے باقی گرالو۔ مثلاً $۶ - ۲\frac{۱}{۲}$ اسکو اس صورت سے لکھا جاوے $\frac{۶}{۱} - \frac{۵}{۲} = \frac{۱۲}{۲} - \frac{۵}{۲}$ اس کا جواب $\frac{۷}{۲}$ ہوا۔ تفریق کی علامت یہ — ہے۔

کسور کی ضرب جب کسور کو ضرب کرنا ہو تو تمام کسور کے اوپر والے عددون کو آپسمین ضرب کرکے اوپر رکھدو اور نیچے کے عددون کو ضرب کرکے نیچے رکھدو ضرب کی علامت یہ × ہے اور جن عددون کے درمیان لفظ کا لکھا ہوتا ہے اُس سے بھی مراد ضرب ہوتی ہے۔ مثلاً $۵ \times ۲\frac{۳}{۴}$ کا $\frac{۵}{۶}$ اسکو اول یون لکھینگے $\frac{۵}{۱} \times \frac{۱۱}{۴} \times \frac{۵}{۶}$ اسکا جواب $\frac{۲۷۵}{۲۴}$ ہوا۔

کسور کی تقسیم جب کسور کی تقسیم کرنا ہو تو تقسیم کرنیوالی کسر کو پلٹ دینگے یعنی اوپر والے عدد کو نیچے اور نیچے والے عدد کو اوپر کرکے حسب معمول ضرب کرینگے تقسیم کی علامت یہ ÷ ہے۔ مثلاً $۱\frac{۳}{۴}$ کو $\frac{۵}{۸}$ سے تقسیم کرنا ہے تو اسکو یون لکھینگے $\frac{۷}{۴} \div \frac{۵}{۸} =$

$\frac{7}{4} \times \frac{5}{8} = \frac{35}{32}$ جواب ہوا۔

کسور تسعہ عربی مین جن کسرون کے نام اُن کے مخارج کے نام کی مناسبت سے رکھے گئے ہین وہ ذیل کی نو کسرین ہین جنکو کسور تسعہ (کسور نہ گانہ) کہتے ہین۔ $\frac{1}{2}$ کو عربی مین نصف و $\frac{1}{3}$ کو ثلث و $\frac{1}{4}$ کو ربع و $\frac{1}{5}$ کو خمس و $\frac{1}{6}$ کو سدس و $\frac{1}{7}$ کو سُبع و $\frac{1}{8}$ کو ثمن و $\frac{1}{9}$ کو تسع و $\frac{1}{10}$ کو عشر کہتے ہین۔ اسکے علاوہ جو کسرین ہین جنکا نسب نما ایک ہوتا ہے اور مخرج ١٠ سے آگے والے عدد ہوتے ہین اُن کو مخرج کے عدد کے نام کے قبل لفظ جزءٍ بڑھا کر پکارتے ہین۔ مثلاً $\frac{1}{15}$ کو جزءٍ من خمسة عشر اور $\frac{1}{25}$ کو جزءٍ من خمسة وعشرین و $\frac{1}{40}$ کو جزءٍ من اربعین کہتے ہین اور جن کسرون کا اوپر والا عدد ایک سے زیادہ ہوتا ہے وہ انھین کسرون کا جن کا کسر نما ایک عدد ہے تکریر ہین یا ضرب ہوتی ہین۔ مثلاً $\frac{5}{6}$ (خمسة اسداس) دراصل $\frac{1}{6} \times 5$ ہے یا $\frac{4}{9}$ (اربعة اتساع) دراصل $\frac{1}{9} \times 4$ ہے یا $\frac{2}{3}$ (دو ثلث) دراصل $\frac{1}{3} \times 2$ ہے یا $\frac{9}{42}$ دراصل $\frac{1}{42} \times 9$ ہے۔ اسی طور سے کسور نہ گانہ خود بھی بعض بعض کے اجزا ہین اور جن کسرون کا اوپر والا عدد ایک ہے اور مخرج ١٠ سے زائد ہے وہ سب کسور نہگانہ کے اجزا ہین یا ان کا جوڑ ہے مثلاً $\frac{1}{12}$ نصف سدس ہے یعنی $\frac{1}{6}$ کا $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{15}$ ثلث الخمس ہے یعنی $\frac{1}{5}$ کا $\frac{1}{3}$ اور $\frac{1}{20}$ کو نصف عشر کہتے ہین یعنی $\frac{1}{10}$ کا $\frac{1}{2}$ اور سدس کو نصف ثلث بھی کہتے ہین یعنی $\frac{1}{3}$ کا $\frac{1}{2}$ وغیرہ۔

مخرج کسی مفرد کسر کا مخرج وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد صحیح ہے جس سے یہ کسر عدد صحیح مین آجاے اور واحد ہو۔ مثلاً ربع کا مخرج چار ہے کیونکہ وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جسکا ربع عدد صحیح مین آتا ہے اور واحد ہوتا ہے گو دو کا بھی ربع نکلتا ہے جو نصف ہوتا ہے مگر وہ ربع عدد صحیح نہین نکلا بلکہ دو کا ربع کسر مین آیا اسی طور سے آٹھ کا ربع بھی عدد صحیح ہی نکلتا ہے یعنے دو ہوتا ہے مگر آٹھ چھوٹے سے چھوٹا عدد

نہین ہے کیونکہ چار جو آٹھ سے چھوٹا ہے اُس کا ربع بھی عدد صحیح مین نکل رہا ہے اس لیے ربع کا مخرج لازمی طور سے چار ہوگا اسی طور سے تمام کسور نہ گانہ کا مخرج اُن کے نیچے والا عدد ہے۔

قرآن پاک مین ذوی الفروض کے جو حصص مقرر ہوے ہین وہ چھ ہین $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{2}{3}$ ان مین سے اول کے پانچ کسور نہ گانہ مین سے ہین اُن مین سے ہر ایک کا مخرج وہی ہے جو اُسکے نیچے کا عدد ہے اور آخر کا عدد $\frac{2}{3}$ دراصل $\frac{1}{3}$ کا دوگنا ہے اور اُس کا مخرج بھی ۳ ہے کیونکہ تین ہی وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جسکے دو تہائی عدد صحیح مین نکلتے ہین۔ تین کا ثلث ایک ہے اور ایک کا دوگنا دو ہے لہذا تین کا دو ثلث دو ہوا۔ تو اب ان چھ فروض کے پانچ مخرج ہوے ۸ و ۴ و ۲ و ۶ و ۳ جنمین سے ۸ و ۴ و ۲ نوع اول اور ۶ و ۳ نوع ثانی کے مخرج ہین۔

ورثاء کا مسئلہ لگانا کسی ایسے چھوٹے سے چھوٹے عدد کو دریافت کرنا جس سے کسی مسئلہ کے ایک یا زیادہ ذوی الفروض کے حصے عدد صحیح مین آجائین اس کو مسئلہ لگانا کہتے ہین جب ایسا عدد دریافت ہو جاے تو جائداد کے اُسی قدر حصے کیے جائینگے اور ہر ذی فرض کو اُسکے حصے کے بقدر دیے جائینگے ممکن ہے کہ وہ دریافت شدہ عدد سب تقسیم ہو جاے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حصص دینے کے بعد کچھ باقی رہ جاے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حصے پورے نہین ہوتے ہین، اب اگر ذوی الفروض مین سے صرف ایک ہی وارث ہو (خواہ اُسکے ساتھ عصبہ ہو یا نہو) تو جو اس ذی فرض کا حصہ مقرر ہے اُسی کے مخرج سے مسئلہ کیا جاے گا یعنی جائداد کے حصے موافق تعداد اُس حصہ کے مخرج کے عدد کے کیے جائینگے۔ مثلاً اگر کوئی شخص مرا اور اُس نے اپنی زوجہ اور بھائی چھوڑا تو اسمین صرف زوجہ کا حصہ مقرر ہے یعنی وہی ذوی الفروض مین سے ہے اور بھائی عصبہ ہے اور چونکہ میت کی کوئی اولاد نہین ہے اسوجہ سے

اس موقعہ پر زوجہ کا حصہ ربع ($\frac{1}{4}$) ہے اور $\frac{1}{4}$ کا مخرج ۴ ہے لہذا مسئلہ چار سے لگایا جاوے گا اور چار کا ربع یعنی ایک زوجہ کو دیا جاوے گا گویا متروکہ کے چار حصے کیے جائینگے جسمین سے ایک حصہ زوجہ کو دیا جائیگا اور جو جائداد مین سے تین حصے باقی رہ گئے ہین وہ بھائی کو بلحاظ عصوبت ملین گے طریقہ تحریر مسئلہ کا یہ ہے

المسئلہ من ۴

زوجہ	اخ
۱	۳

اسی طور سے اگر صرف $\frac{1}{2}$ والا ذی فرض ہو تو مسئلہ ۲ سے اگر $\frac{1}{4}$ والا ہو تو ۴ سے اگر $\frac{1}{6}$ والا ہو تو چھ سے اور اگر $\frac{1}{3}$ والا یا $\frac{2}{3}$ والا ذی فرض ہو تو تین سے مسئلہ لگایا جاوے گا،

اور اگر میت کے ورثا مین دو یا دو سے زیادہ ذوی الفروض ہون تو یا تو سب ایک ہی صنف کے حصے والے ذوی الفروض ہونگے یا دونون صنف کے حصون کے ذوی الفروض ملے ہوے ہونگے۔ اگر ایک ہی صنف والے ذوی الفروض ہین تو انمین سے جو چھوٹا حصہ ہوگا اُسکے مخرج سے مسئلہ کیا جاوے گا۔ مثلاً دو ذوی الفروض ہین ایک $\frac{1}{4}$ والا اور دوسرا $\frac{1}{2}$ والا تو $\frac{1}{4}$ اور $\frac{1}{2}$ مین $\frac{1}{4}$ چھوٹا ہے لہذا مسئلہ $\frac{1}{4}$ کے مخرج ۴ سے کیا جاوے گا یا $\frac{1}{2}$ حصہ والا اور $\frac{1}{8}$ حصہ والا یا $\frac{1}{4}$ اور $\frac{1}{8}$ والا حصہ دار ہو تو مسئلہ ۸ سے کیا جاوے گا اور اگر $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ تینون حصے والے یعنی صنف اول کے ذوی الفروض ہین تو مسئلہ ۸ سے کیا جاوے گا کیونکہ $\frac{1}{8}$ ان تینون مین چھوٹا ہے۔ اسی طور سے صنف ثانی مین اگر $\frac{1}{6}$ اور $\frac{1}{3}$ والے حصہ دار ہون تو مسئلہ ۶ سے کیا جائیگا کیونکہ $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ مین $\frac{1}{6}$ چھوٹا ہے اور اُس کا مخرج ۶ ہے یا $\frac{2}{3}$ و $\frac{1}{6}$ والے حصہ دار ہون تب بھی مسئلہ ۶ سے ہوگا یا $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$ والے حصہ دار ہون تو مسئلہ ۳ سے ہوگا اور اگر $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$ تینون

حصے والے (جو صنف ثانی کے ہین) اکٹھا ہو جائین تو مسئلہ ۶ سے ہوگا کیونکہ اُن تینون مین $\frac{1}{6}$ چھوٹا ہے اور اُس کا مخرج ۶ ہے، اور اگر میّت کے ورثا مین بعض ذوی الفروض ایک صنف کے حصہ والے ہون اور بعض دوسری صنف کے حصہ والے ہون تو اُس صورت مین ذیل کے قواعد سے مسئلہ کا عدد آسانی سے دریافت ہو جاتا ہے

(۱) اگر صنف اول کا $\frac{1}{2}$ ہو اور صنف ثانی مین سے ایک یا زیادہ حصہ والے ذوی الفروض ہون تو ہمیشہ مسئلہ ۶ سے ہوگا، کیونکہ ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) سب کا مشترک مخرج از روے حساب ۶ ہوتا ہے۔

(۲) اگر صنف اولے مین سے صرف $\frac{1}{4}$ ہو اور صنف ثانی مین سے کوئی ایک یا دو یا تینون حصہ والے ذوی الفروض ہون تو ہمیشہ مسئلہ ۱۲ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) سب کا مشترک ذو اضعاف اقل ۱۲ ہے اور بموجب حساب دو کسرون یا تین یا زیادہ کسرون کے مخرج کا ذو اضعاف اقل دو یا تین یا زیادہ کسرون کا مشترک مخرج ہوتا ہے

(۳) اگر صنف اول مین سے $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{4}$ کے حصے والے ہون اور صنف ثانی مین سے ایک یا زیادہ حصہ والے ہون تب بھی مسئلہ ۱۲ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) کا مشترک مخرج ۱۲ ہے

(۴) اگر صنف اول مین سے $\frac{1}{8}$ حصہ والا صنف ثانی کے ایک یا زیادہ حصے والون کے ساتھ جمع ہو جاے تو ہمیشہ مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) مین سے ہر جوڑ کا ذو اضعاف اقل جو مشترک مخرج ہے ۲۴ ہوتا ہے،

(۵) اگر صنف اول مین سے ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{8}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$) والے ذوی الفروض ہون اور صنف ثانی کے ایک یا دو یا تینون حصہ والے ذوی الفروض جمع ہو جائین تب

بھی مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ یہی عدد (۲۴) اُن کے مخارج کا ذوضعاف اقل ہے

(۶) اگر صنف اول کے تینون حصے والے ذوی الفروض صنف ثانی کے ایک یا دو یا تینون حصے والے ذوی الفروض کے ساتھ جمع ہوجائین تب بھی مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ یہ ہی اُن کے مخارج کا ذوضعاف اقل ہے

علماء فرائض نے جہانتک تحقیق کی ہے کوئی ایسا مسئلہ نہین معلوم ہوسکا جسمین ثمن (۱/۸) کا حصہ والا صنف ثانی کے تینون (۱/۶ و ۱/۳ و ۲/۳) حصے والون کے ساتھ اکٹھا ہوسکے (صنف ثانی کے ایک یا دو حصون کے ساتھ ثمن کا جمع ہونا ممکن ہے) البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک جمع ہوسکتا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک محروم حجب نقصان کرتا ہے، اور احناف کے نزدیک چونکہ محروم کسی قسم کا حجب نہین کرتا ہے اس لیے احناف کے نزدیک ثمن کا تمام صنف ثانی کے ساتھ جمع ہونا ناممکن ہے پس جبکہ کسی شخص نے اپنے ورثا دین کافر لڑکا و زوجہ و مان و دو سگی بہنین اور دو اخیافی بہنین چھوڑین تو حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک یہان زوجہ کا ثمن ہے محروم لڑکے نے زوجہ کا حصہ ربع سے گھٹا کر ثمن کردیا یعنی حجب نقصان کیا اور احناف کے نزدیک زوجہ کا ربع ہے کیونکہ لڑکا کافر کسی طرح کا حجب نہین کرتا ہے

مسئلہ نزد حضرت ابن مسعودؓ

المسئلہ من ۲۴ تعول الی ۳۱

میت

ابن محروم	زوجہ	ام	اختین لاب وام	اختین لام
×	۳	۴	۱۶	۸

مسئلہ نزد احناف

المسئلہ من ۱۲ تعول الی ۱۷

میت

ابن محروم	زوجہ	ام	اختین لاب وام	اختین لام
×	۳	۲	۸	۴

اصل یہ ہے کہ ثمن کی حصہ دار صرف زوجہ ہوتی ہے جسکا اصلی حصہ ربع ہے لیکن اگر میت کی اولاد ہوتی ہے تو ثمن ہوجاتا ہے اور اولاد مین ایسا کوئی ذی فرض نہین ہے

جو سدس اور ثلث کا مستحق ہو اس لیے ثمن (⅛) سدس (⅙) اور ثلث (⅓) کے ساتھ کسی طرح جمع نہین ہوسکتا ہے سوا ے ابن مسعودؓ کے مسلک پر کہ محروم لڑکا فرض کرلیا جاے تو زوجہ کا ثمن ہوجاے گا اور اُس کے ساتھ مان (سدس والی) اور دو اخیافی بہنین (ثلث والی) جمع ہوسکتی ہین مگر احناف کے نزدیک ایسا نہین ہوسکتا ہے۔ اسی طور سے ثمن (⅛) ثلث (⅓) اور دو ثلث (⅔) کے ساتھ جمع نہین ہوسکتا ہے کیونکہ دو ثلث والے ذوی الفروض یا دو بہنین ہین یا دو لڑکیان ہین مگر بہنون کی موجودگی سے زوجہ کا حصہ ثمن نہین ہوسکتا ہے پس لامحالہ زوجہ کے ساتھ دو ثلث والی حصہ دار لڑکیان ہون گی تو اب ثلث پانیوالا کوئی نہین ہوسکتا ہے ثلث کی حصہ دار یا تو مان (ام) ہے یا دو اولاد ام تو مان کا حصہ بوجہ اولاد کے ثلث سے سدس ہوگیا اور اولاد ام تو بالکل محروم ہوگئی اس لیے ثمن (⅛) سُدس (⅙) و ثلث (⅓) کے ساتھ بھی نہین جمع ہوسکتا ہے۔ اسی ضمن مین یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ⅛ صرف ⅓ کے ساتھ یا صرف ⅙ کے ساتھ بھی جمع نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ان دونون حصون والون مین سے تنہا کوئی بھی زوجہ کا حاجب نہین ہے اگر اولاد موجود ہوتی ہے تو یہ حصے نہین رہتے ہین،

مسئلہ مین ورثاء کے حصے — جب یہ معلوم ہوگیا کہ فلان عدد سے مسئلہ ہوگا تو اب اس مسئلہ سے ہر وارث کا حصہ نکال لیا جاے جسکا نصف ہو اُس کو مسئلہ کا نصف دیدیا جاے جسکا ربع ہو مسئلہ کا ربع دیدیا جاے، جس ذی فرض کا سدس ہو اسکو مسئلہ کے عدد کا سدس دیدیا جاے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ذی فرض کے حصہ مقررہ کے مخرج سے مسئلہ کے عدد کو تقسیم کردیا جاے اگر ذوی الفروض کے دینے کے بعد کچھ باقی رہجاے تو وہ عصبہ موجود کو دیاجاے باقی معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ مسئلہ مین سے مختلف ذوی الفروض کو جو کچھ ملا ہے اُس کو جمع کرلیا جاے اگر مسئلہ کے عدد سے کچھ باقی رہا ہو تو

وہ عصبہ کا حق ہے اگر باقی نہین ہو تو عصبہ کو کچھ نہ ملے گا مثلاً ایک شخص مرا اور اس نے
ماں و بہن و چچا کو چھوڑا تو اس مسئلہ مین ماں کا ثلث ہے کیونکہ صرف ایک بہن ہے اگر
دو ہوتین تو سدس ہوتا اور بہن کا نصف ہے کیونکہ ایک ہے اگر دو ہوتین تو دو ثلث
ہوتا اور چچا عصبہ ہے اب چونکہ نصف و ثلث جمع ہوئے لہذا مسئلہ ۶ سے ہوگا اب اس
۶ کا نصف یعنی ۳ بہن کو اور اسی چھ کا ثلث یعنی ۲ ماں کو ملے گا اب ان ذوی الفروض
کے حصص کا مجموعہ ۵ ہوا۔ اب مسئلہ کے عدد مین سے ایک باقی رہا وہ چچا کو ملے گا
طریقہ لکھنے کا یہ ہے،

المسئلہ من ۶

عم	اخت	ام
۱	۳	۲

مشقی سوالات

(۱) ایک عورت مری اُس نے شوہر۔ ماں۔ بہن۔ بیٹی چھوڑی تو بتاؤ
ذوی الفروض کے حصص کیا ہین اور مسئلہ کس عدد سے ہوگا اور اُس مسئلہ سے ہر وارث
کو کیا ملے گا؟

(۲) ایک شخص مرا اُس نے زوجہ۔ لڑکا۔ بہن۔ جدہ چھوڑی مسئلہ لگا کر
حصہ کشی کرو؟

(۳) ایک شخص مرا اُس نے ماں۔ باپ۔ دادا۔ لڑکی۔ بہن چھوڑی مسئلہ لگا کر
حصہ کشی کرو؟

(۴) ایک میت نے اپنے ورثا مین سے سوتیلی ماں۔ سوتیلا بھائی اور سگا
ماموں چھوڑا سب کے حصے بتاؤ۔

(۵) ایک میت نے پھوپھی۔ پوتا۔ اولاد ام چھوڑی کس کو کس قدر جائداد
ملے گی،

(۶) ایک میت کے ورثا ہین صرف مان ہے جائداد کیونکر تقسیم کیجائیگی؟

(۷) ایک میّت کے ورثا ہین ۵ لڑکے اور ۶ لڑکیان ہین ہر ایک کا کیا حصہ ہوا؟

(۸) ایک میّت نے دو ہزار روپیہ ترکہ مین چھوڑے اور اسکے ذمہ پانچ سو روپیہ زکوٰۃ کے اور چھ سو روپیہ دین مہر اور تین سو روپیہ زید کے اور بارہ سو روپیہ عمر کے اور نو سو روپیہ خالد کے قرضہ ہین اور ورثا ہین صرف اُس کا لڑکا اور مان ہین تو بتاؤ ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا؟

(۹) ایک شخص کا ترکہ اکیس سو روپیہ تھا جسمین سے ایک سو روپیہ اُس کی تجہیز و تکفین مین صرف ہوگیا اب پانچ سو روپیہ بیوی کے دین مہر کے باقی ہین اور بیوی کو سب روپیہ میت نے بموجب وصیّت نامہ رجسٹری شدہ دلوایا ہے بیوی نے باوجود مان کی مخالفت کے اُس روپیہ مین سے سیوم و چالیسوان کیا اور اُس کا خرچہ مجرا مانگتی ہے، اُسکے ورثا ہین صرف مان اور بیوی ہے اور مان اس وصیّت کو نہین قبول کرتی ہے تو بتاؤ ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا؟

(۱۰) ایک شخص نے اپنے ورثا ہین اخت عینی بنت بنت الابن بنت ابن الابن بنت ابن ابن الابن اور ابن ابن ابن الابن چھوڑے تو ہر ایک کے حصے بتاؤ اور مسئلہ لگا کر حصہ کشی کرو؟

جوابات

(۱) اس مسئلہ مین شوہر کا (بوجہ بیٹی کے) ربع ہے، مان کا (بوجہ بیٹی کے) سُدس ہے۔ بیٹی کا (بوجہ تنہائی کے) نصف ہے اور بہن (بیٹی کی وجہ سے) عصبہ ہوا اب $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{2}$ اکٹھا ہوئے اس لیے مسئلہ ۱۲ سے ہوا اور ۱۲ کا ربع یعنی ۳ شوہر کو اور ۱۲ کا

سدس یعنی ۲ ماں کو اور ۱۲ کا نصف یعنی ۶ بیٹی کو اور بقیہ ایک بہن کو دیا جائیگا

المسئلہ من ۱۲

زوج	ام	بنت	اخت
۳	۲	۶	۱

(۲) اس مسئلہ مین زوجہ کا ثمن ہے (بوجہ لڑکے کے) لڑکا عصبہ ہے بہن محجوب (بوجہ لڑکے کے) ہے اور جدہ (بوجہ عدم اظہار ہمیشہ صحیحہ سمجھی جاوے گی) کا سدس ہے اب ⅛ و ⅙ اکٹھا ہوے مسئلہ ۲۴ سے ہوا۔

المسئلہ من ۲۴

زوجہ	جدہ	لڑکا	اخت
۳	۴	۱۷	م

(۳) صورت مسئولہ مین ماں کا ⅙ و باپ کا ⅙ اور وہ عصبہ بھی ہے دادا اور بہن دونوں بوجہ باپ کے محجوب ہین اور لڑکی کا حصہ نصف ہے

المسئلہ من ۶

ام	اب	اب الاب	بنت	اخت
۱	۱+۱=۲	م	۳	م (محجوب)

اس مسئلہ مین باپ کو ایک حصہ فرضیت کا اور ایک حصہ عصوبت کا ملا ہے۔

(۴) صورت مسئولہ مین تمام ترکہ سوتیلے بھائی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ ہے سوتیلی ماں کسی حیثیت سے وارث نہین ہے اور ماموں ذوی الارحام مین سے ہے جو موخر ہے

(۵) صورت مسئولہ مین تمام ترکہ پوتے (ابن الابن) کو ملے گا وہ عصبہ ہے اولاد ام بوجہ اولاد میت کے محجوب ہے اور پھوپھی ذوی الارحام مین سے ہے۔

(۶) ماں کو ثلث حصہ بوجہ فرضیت اور باقی ترکہ از روے رُد کے ملے گا کیونکہ عصبہ کی عدم موجودگی مین ذوی الفروض پر بقیہ کی رد کردیجاتی ہے،

(۷) صورت مسئولہ مین ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا لڑکے عصبہ بنفسہ اور لڑکیان عصبہ بغیرہ ہین اور ذوی الفروض مین سے کوئی نہین ہے اور پانچ لڑکے بجاے دس لڑکیون کے فرض کیے اور چھ اصل لڑکیان جوڑین جملہ سولہ ہوئین لہذا جائداد کے سولہ حصے کیے جائینگے جسمین سے دو دو حصے ہر ایک لڑکے کو اور ایک ایک حصہ ہر ایک لڑکی کو دیا جائیگا۔

(۸) صورت مسئولہ مین تمام قرضون کی مقدار تین ہزار پانچ سو ہے جسمین پانچ سو زکوۃ والے اللہ تعالی کے قرضہ ہین اور تین ہزار روپیہ بندون کا قرضہ ہے کیونکہ دین مہر بھی بندون کے مثل دیگر قرضون کے ہر حالت مین شمار ہوتا ہے اب چونکہ اداے قرضہ جات تقسیم وراثت پر مقدم ہے لہذا پہلے قرضہ دیا جائیگا لیکن قرضون کی تعداد متروکہ سے زیادہ ہے اس لیے اللہ تعالی کا قرضہ نہ ادا کیا جائیگا اب صرف بندون کا تین ہزار روپیہ کا قرضہ ہے اُسکے واسطے بھی متروکہ کافی نہین ہے پس ہر ایک قرضدار کو اُسکے قرضہ کا دو ثلث دیا جاے گا کیونکہ متروکہ تمام قرضون کا دو ثلث ہے پس دین مہر کے چار سو روپیہ اور زید کو دو سو روپیہ اور عمر کو آٹھ سو روپیہ اور خالد کو چھ سو روپیہ بالعوض قرضہ ادا کیے جائینگے اور باقی قرضہ کو قرضخواہون سے معاف کرانے کی کوشش کی جاے۔ متروکہ کچھ نہین بچا لہذا لڑکا اور ماں کچھ نہین پائینگے۔

(۹) اکیس سو روپیہ مین سے ایک سو روپیہ تجہیز و تکفین کے مجرا دیکر پانچسو روپیہ دین مہر کا دیا جائیگا اب پندرہ سو روپیہ باقی رہے اُسکے ثلث سے وصیت کا اجرا ہوسکتا تھا مگر بوجہ اسکے کہ بیوی (جو کہ وارث ہے) اُسکے نام وصیت ہے اور ماں اُسکو قبول نہین کرتی ہے لہذا وصیت کا نفاذ نہین ہوسکتا ہے اور ماں کی مخالفت کی وجہ سے یوم و چالیسوین کا خرچ بھی ترکہ سے نہین دیا جاسکتا ہے تو اب بقیہ پندرہ سو کا ربع

یعنی تین سو پچھتر روپیہ (۳۷۵) زوجہ کو اور پندرہ سو کا ثلث یعنی پانچ سو روپیہ (۵۰۰) ماں کو بہ حیثیت ذوی فرض ہونے کے دیا جائیگا اور بقیہ چھ سو پچیس روپیہ (۶۲۵) عصبہ کا حق ہے مگر وہ موجود نہیں ہیں لہذا ذوی الفروض پر بقیہ کو رد کیا جائیگا اب اس مسئلہ میں ماں اور زوجہ ذوی الفروض میں سے ہیں جن میں ماں ذوی الفروض نسبیہ میں سے ہے اور زوجہ ذوی الفروض سببیہ میں سے ہے اور ذوی الفروض سببیہ پر رد نہیں ہوتی ہے لہذا بقیہ چھ سو پچیس روپیہ ماں کو پھر دیدیا جائے گا پس ماں کو جملہ سوا گیارہ سو روپیہ ملا۔

(۱۰) صورت مسئولہ میں اخت عینی بوجہ ابن ابن الابن کے محجوب ہے بنت کا نصف حصہ ہے اور بنت الابن کا سدس حصہ (تکملۃ للثلثین) ہے اور بنت ابن الابن اور بنت ابن ابن الابن بوجہ ابن ابن ابن الابن کے عصبہ ہیں۔

المسئلہ من ۶

ابن ابن ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	بنت ابن الابن	بنت الابن	بنت	اخت
			۱	۳	م
۱	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$			

عول عول کے لغوی معنی ظلم کی جانب مائل ہونے کے ہیں اور اصطلاح اہل فرائض میں عول اُس مسئلہ کو کہتے ہیں جسمیں ذوی الفروض کے حصوں کا مجموعہ اس عدد سے (مخرج) زیادہ ہو جائے جس سے مسئلہ لگایا ہے اور یہ زیادتی مسئلہ کے عدد کی کسور گانہ میں سے کوئی کسر ہو۔ یعنی یہ زیادتی مسئلہ کے عدد کی نصف یا ربع یا سدس یا ثلث یا عشر وغیرہ ہو، مثلاً ایک عورت مری اُس نے اپنے ورثا میں زوج اور دو بہنیں (جب تک کوئی وصف مذکور نہو ہمیشہ سگی بہن مراد ہوگی) چھوڑیں تو یہاں پر زوج کا حصہ نصف اور بہنوں کا حصہ دو ثلث ہے پس مسئلہ ۶ سے ہوگا جسمیں سے زوج کے ۳ حصے ہوے (نصف کے مخرج ۲ سے مسئلہ کے عدد ۶ کو تقسیم کیا) اور ۴ حصے دونوں

بہنون کے ہوے (۶) کو ثلث کے مخرج ۳ سے تقسیم کیا ۲ ہوے پھر دو کو ۲ سے ضرب دیا کیونکہ دو ثلث معلوم کرنا ہین تو ۴ ہوے) اب ان دونون حصون کا مجموعہ ۷ (سات) ہوا تو مسئلہ کے عدد (۶) پر ایک کی زیادتی ہوئی اور یہ ایک اصل مسئلہ یعنی ۶ کا سدس ہے (جو کسور تسعہ مین سے ایک کسر ہے) تو اب جائداد کے بجاے چھ حصے کرنے کے سات حصے کیے جائین گے اور یہ لکھا جاے گا کہ المسئلہ من ۶ تعول الی ۷

المسئلہ من ۶ تعول الے ۷

اختین	زوج
۴	۳

تو اب اس صورت مین ہر ذی فرض کا حصہ تھوڑا تھوڑا گھٹ گیا کیونکہ زوج کو نصف ملنا چاہیے تھا جو $۳\frac{1}{2}$ ہوتے ہین اور اسی طور سے ۴ بہنون کا بھی بہت خفیف حصہ گھٹ گیا، عول اسی کو کہتے ہین کہ لغوی معنون سے مناسبت ہے، اور یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ذوی الفروض کے مخارج ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۲۴ کے سوا اور نہین ہوسکتے ہین خواہ ایک ذی فرض ہو یا متعدد ذوی الفروض ہون اور ان مین سے جہانتک تحقیق کی گئی ہے جن مسائل کا مخرج ۲ یا ۳ یا ۴ یا ۸ ہوگا اُن کا کبھی عول نہین ہوگا (یعنی ذوی الفروض کے حصص کم نہ پڑینگے) البتہ جن مسائل کا مخرج ۶ یا ۱۲ یا ۲۴ ہوگا اسمین کبھی عول ہوگا اور اُس مین یہ بھی تحقیق ہوگیا ہے کہ ۶ کا عول ۷ یا ۸ یا ۹ یا ۱۰ تک ہوتا ہے اور ۱۲ کا عول صرف طاق عدد مین ہوتا ہے یعنی ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ کا ہوتا ہے وبس اور ۲۴ کا صرف ایک عول ۲۷ کا ہوتا ہے وہ بھی صرف مسئلہ ممبریہ پہ محدود ہے،

مسئلہ ممبریہ | ایک شخص مرا اُس نے زوجہ ۔ دو لڑکیان ۔ مان اور باپ چھوڑے تو بوجہ اسکے کہ $\frac{1}{8}$ و $\frac{2}{3}$ و $\frac{1}{6}$ اکٹھا ہوے ہین پس مسئلہ ۲۴ سے ہوگا جسمین سے زوجہ کو

ثمن یعنی تین اور لڑکیون کو دو ثلث یعنی سولہ اور مان کو سدس یعنی چار اور باپ کو بھی سدس یعنی چار ملین گے اور ان سب حصص کا مجموعہ ستائیس ہوا۔ (۳+۱۶+۴+۴ = ۲۷) یعنی مخرج (۲۴) پر ۳ کی زیادتی ہوئی جو مخرج کا ثمن ہے

المسئلہ من ۲۴ تعول الی ۲۷

زوجہ	اختین	ام	اب
۳	۱۶	۴	۴

مندرجہ بالا مسئلہ کو مسئلہ ممبریہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہ مسئلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسوقت دریافت کیا گیا تھا جبکہ آپ شہر کوفہ کی مسجد مین ممبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے دوران خطبہ ہی مین فوراً جواب بتا دیا اسپر پھر دریافت کرنیوالے نے اعتراضاً دریافت کیا کہ کیا زوجہ کا ثمن نہین رہیگا تو آپ نے پھر اُسی خطبہ مین جواب دیا کہ زوجہ کا آٹھوان حصہ یہان پر نوان حصہ ہوگیا ہے اور پھر آپ نے اپنا خطبہ جاری رکھا حاضرین کو آپ کی اس ذہانت سے بہت تعجب ہوا اور یہ مسئلہ اسی نام سے نامزد ہوگیا۔

علماء احناف کے نزدیک تو ۲۴ کا عول صرف ۲۷ کا ہوتا ہے مگر حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک علاوہ اسکے ۲۴ کا ایک اور عول ۳۱ کا بھی ہوتا ہے جسکا مسئلہ یہ ہے

المسئلہ من ۲۴ تعول الی ۳۱ عند ابن مسعودؓ

زوجہ	ام	اختین عینی	اختین اخیافی	ابن کافر
۳	۴	۱۶	۸	محروم

علماء احناف کے نزدیک یہ مسئلہ اسطور سے ہوگا

المسئلہ من ۱۲ تعول الی ۱۷

زوجہ	ام	اختین عینی	اختین اخیافی	ابن کافر
۳	۲	۸	۴	محروم

بوجہ اسکے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک محروم حاجب از قسم حجب نقصان ہوتا ہے لہذا زوجہ کا حصہ ثمن ہوگیا اور مسئلہ ۲۴ سے ہوا مگر احناف کے نزدیک چونکہ محروم حاجب نہین ہوتا ہے اس لیے زوجہ کا حصہ بدستور ربع رہے گا اور مسئلہ ۱۲ سے ہوگا۔

مندرجۂ بالا مسائل کے عمل سے یہ روشن ہوگیا کہ عول سے مقصد یہ ہو کہ چونکہ مخرج تمام ذوی الفروض کے حصے دینے مین (پورا کرنے مین) تنگ ہوگیا ہے اور ہر ذی فرض کو وہ حصہ دینا ضروری ہے جو اُسکے لیے قرآن پاک مین لکھدیا گیا ہے تو اب اُسکے حل کی کیا صورت ہوسکتی ہے فرض کرو کہ دو ورثا نصف نصف والے ہین اور ایک وارث ثلث والا ہے یہ ظاہر ہے کہ کسی عدد مین دو نصفون سے زائد نہین ہوسکتا ہو پھر یہ ثلث کہان سے دیا جائیگا اس لیے یہ طریقہ نکالا گیا کہ ہر ذی فرض سے بحصۂ رسدی کچھ کم کرلیا جاے اُسکے عمل حسابی مین لانے کا آسان طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ بموافق معمول کے مسئلہ مشترک مخرج سے کیا جاے اور اُس سے ہر ذی فرض کو حصہ دیدیا جاے اور جو کچھ مجموعہ سہام (حصص) ہو اسکو اصل سمجھا جائے مثلاً ایک عورت مری اُس نے اپنا شوہر اپنی بہن اور مان چھوڑی تو چونکہ شوہر کا نصف اور بہن کا نصف اور مان کا ثلث ہے اس لیے مسئلہ ۶ سے ہوا شوہر کو ۳ اور بہن کو ۳ اور مان کو ۲ ملے اور مجموعہ سہام ۸ ہوا تو گو مسئلہ ۶ سے ہوا مگر آئندہ عمل کے واسطے یہ سمجھنا چاہیے کہ اصل مین مسئلہ ۸ سے ہوا ہے اس واسطے لکھدینا چاہیے کہ المسئلہ من ۶ تعول الے ۸

۳ ۳ ۲

مشقی سوالات

(۱) ذوی الفروض کے اُن مخارج کے نام لکھو جنکا کبھی عول نہین ہوتا ہے ہر ایک کی مثال بصورت مسئلہ تحریر کرو۔